قسم ونذر سے متعلق قدیم وجدید شرعی احکام واضح کرنے والی تمرینی کتاب

مسنون قسم ونذر
احکام ومسائل

نگرانی وہدایات

مفتی ابوبکر جابر قاسمی

خادم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد

مرتب

مفتی محمد منیر قاسمی

اُستاذ کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد

ناشر

کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد
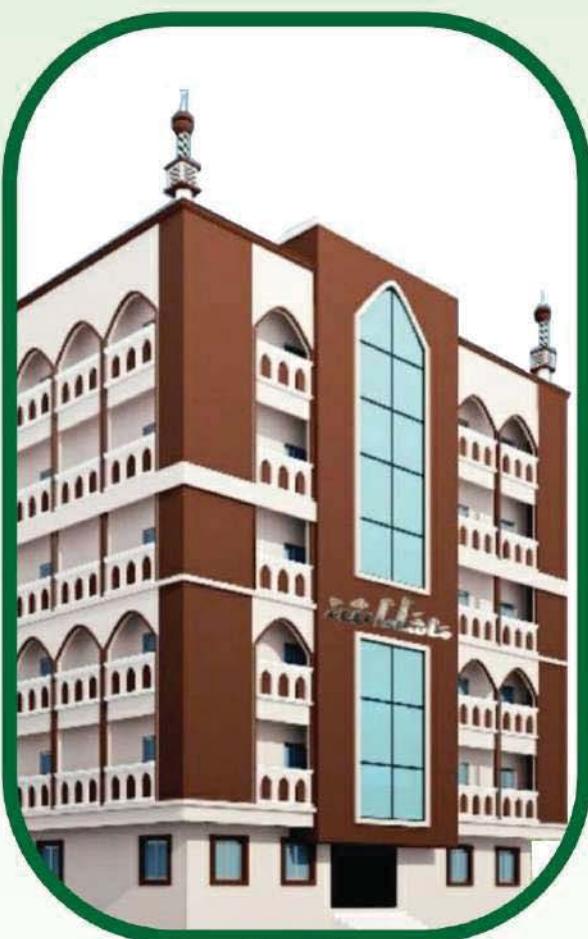
مسنون قسم ونذر

احکام ومسائل

نگرانی وہدایات

حضرت مولانا مفتی محمد ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم

(خادم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)

مرتّب

مفتی محمد منیر صاحب قاسمی

(استاذ کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)

ناشر

ادارہ کہف الایمان ٹرسٹ، بورابنڈہ، حیدرآباد، تلنگانہ (الہند)

طبع اول ۱۴۴۴ھ، ۲۰۲۳ء

نام کتاب	:	مسنون قسم ونذر احکام ومسائل
نگرانی وہدایات	:	مفتی ابوبکر جابر قاسمی دامت برکاتہم (ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)
مرتب	:	مفتی محمد منیر صاحب قاسمی (استاذ کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)
رابطہ	:	9885052592/6300967086
کمپیوٹر کتابت	:	خدیجہ گرافکس اونگول(7337366751)
سرورق	:	خدیجہ گرافکس اونگول(7337366751)
سن اشاعت	:	۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء
صفحات	:	۸۳
زیر اہتمام	:	کہف الایمان ٹرسٹ، بورابنڈہ، حیدرآباد (تلنگانہ)

فہرست عناوین

قسم اور احکام

نذر اور احکام

کفارہ کے ۱۸؍ضروری مسائل

پہلی بات

الحمدللہ ربّ العالمین ،والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ سیّد الأنبیاء والمرسلین،أمّابعد

ربّ کریم کا بڑا کرم ہوا کہ ’’مسنون قسم ونذر ،احکام ومسائل‘‘ کا کام مکمّل ہوا، خاکہ یہی ذہن میں ہے کہ فقہی ابواب بطور خاص بہشتی زیور کے ابواب ومواد کو طلبہ وطالبات اورعوام النّاس کے لیے عام فہم مدلّل انداز میں، اکثر پیش آنے والے مسائل جمع کر لیے جائیں ،مختلف فقہی عبارتوں میں تضاد ختم ہوجائے ،اور متعلّقہ آیات واحادیث شامل کر لیے جائیں ، کتاب الأیمان والنّذور کے متعلّق ابتداء سونچا گیا تھا کہ حضرت مفتی مختارالدّین شاہ صاحب دامت برکاتہم ،خلیفہ حضرت شیخ الحدیث صاحب ؒ (پاکستان) کی کتاب القسم کو ہی باجازتِ مصنّف خاص انداز میں ترتیب بدل کر تمرین وتدریب کا اضافہ کرلیا جائے ،لیکن میرے دوست مفتی محمد منیر صاحب حفظہ اللہ نے مستقل کہفی انداز میں کتابچہ مرتّب کردیا، ہلکے پھلکے اضافے راقم الحروف نے کیا، باقی ازاوّل تا آخر پورا کام انہیں کا ہے، جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے امیدوار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ کہفی عزائم کو پایہ تکمیل تک پہونچادے، اور باذوق ہم ذوق افراد کو مسخّر فرمائیں (آمین بجاہ سیّد المرسلین)

ابوبکر جابر قاسمی

خادم ادارہ کہف الایمان، حیدرآباد

۲۴؍شعبان المعظم؍۱۴۴۴

۱۷؍مارچ؍۲۰۲۳

قسم اور احکام

تعریف اور اصطلاحی الفاظ

تعریف

زبان سے خدا کی ذات یا صفات کا نام لے کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنے کو شریعت میں ''یمین'' یعنی قسم کہتے ہیں، چناں چہ اگر کوئی شخص خدا کی ذات یا صفات کے علاوہ کسی اور چیز کا نام لے کر قسم کھاتا ہے، تو یہ شرعی قسم نہ ہوگی۔

قسم کے معنی عربی میں دراصل قَطَعَ یعنی کاٹنے، بانٹنے، یا الگ الگ کرنے کے ہیں ،چونکہ مضبوط دلیل شک وشبہ کو کاٹ دیتی ہے، حق وباطل کو الگ کر کے رکھ دیتی ہے، اس لیے قسم کا لفظ گواہی اور دلیل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

هل فی ذلک قسم لذی حجر (ان قسموں میں تو صاحبِ عقل کے لیے بڑی شہادت اور گواہی ہے۔ [۱]

فإنه لقسم لّو تعلمون عظیم (اور بے شک اگر تم سمجھ لو یہ بڑی قسم ہے۔ [۲]

اصطلاحی الفاظ

عربی میں قسم کو ''یمین'' اور قسم پورا کرنے والے کو ''حالف'' کہتے ہیں ،اور قسم توڑ دینے کو ''حانث'' ہونا کہتے ہیں ،جس چیز کی قسم کھاتی ہے ''مقسم بہٖ''، جس چیز پر قسم

---

[۱] سورۂ فجر:۵

[۲] سورۂ واقعہ:۷۶

کھاتی ہے اس کو ''مقسم علیہ'' کہتے ہیں، اور قسم توڑنے کی صورت میں جو کچھ اس پر واجب ہو اس کو ''کفارہ'' کہتے ہیں۔

قسم کا مقصد اور جواز

قسم کا اصل مقصد کسی حلال یا جائز چیز کو اپنے لیے ممنوع کرنے کا قوی عزم کرنا ہوتا ہے، نیز قسم کے ذریعہ سے اپنی بات میں مضبوطی اور وزن پیدا کرنا ہوتا ہے ،شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

لیکن اچھی طرح یاد رکھیں !اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ کا نام اتنا ہلکا نہیں ہے کہ اپنی معمولی چیزوں کے لیے اور اپنے گھٹیا جھگڑوں کے لیے استعمال کیا جائے ،اپنے کو اونچا بتانے یا غصّہ کے عالم میں کسی غلط بات کو سچّا بتانے کے لیے قسم ہرگز مت کھایئے ،خدا کی قسم میں یہ کام نہیں کروں گا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ کام نہیں کروں گا۔

اللہ ربّ العزّت نے قرآن میں قسم کھائی ہے جیسے :والعصر ،والضّحی وغیرہ ،اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قسم کھائی ہے، علّامہ ابن قدامہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

قسم کا رکن

اللہ کی قسم کا رکن وہ کلام ہے جس کے ذریعہ قسم کھائی جائے ،قسم کا تعلق زبان سے ہے دل سے نہیں ہے، اگر کسی انسان نے دل سے ارادہ کرلیا، زبان سے تکلم نہ کیا تو یمین منعقد نہ ہوگی۔

قسم کے صحیح ہونے کی شرطیں

یمین کے منعقد ہونے کے لیے کچھ شرطیں ہیں جن کے بغیر قسم کا وجود نہیں ہوتا۔

(۱) قسم کھانے والے سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ عاقل، بالغ، مسلمان ہو، لہٰذا فاتر العقل اور نابالغ کی قسم (چاہے ذی شعور ہو) اور حالتِ کفر یا کافر کی قسم غیر معتبر ہوگی۔

(۲) جس چیز کی قسم کھائی جارہی ہے وہ ممکن ہو، یعنی اس کا پایا جانا ناممکن نہ ہو، مثلاً گلاس میں پانی نہیں ہے، وہ کہتا ہے کہ بخدا میں اس گلاس میں موجود پانی پیوں گا تو غیر معتبر ہوگی، البتہ اگر ایسی بات کی قسم کھائے جو عادتاً ممکن نہیں، لیکن فی نفسہ ممکن ہے، مثلاً کوئی شخص آسمان چھونے کی قسم کھائے تو یہ معتبر ہے، اور موت سے پہلے کفارہ قسم واجب ہوگا۔

(۳) قسم کے بعد ان شاء اللہ، الا ما شاء اللہ وغیرہ متصل نہ کہا ہو۔

(۴) بے ہوشی اور جنون کی حالت کی قسم معتبر نہ ہوگی۔

(۵) سونے والے کی قسم معتبر نہ ہوگی۔

قسم کھانے کا حکم

اہل علم نے حکم کے اعتبار سے قسم کی پانچ صورتیں کی ہیں۔

(۱) واجب: اگر قسم کا مقصود کسی بے گناہ جان کو ہلاکت سے بچانا ہو تو اس موقع پر قسم کھانا واجب ہے، عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے بھی قسم واجب ہوگی۔

(۲) مستحب: دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے یا کسی مسلمان سے شر اور مضرت کو دور کرنے کے لیے قسم کھائی جائے تو یہ مستحب ہے۔

(۳) مباح: کسی مباح چیز کے کرنے یا چھوڑنے کی قسم کھانا، یا کسی سچی بات کی خبر

دینے کے لیے قسم کھانا، اپنے جائز حقوق کو حاصل کرنے کے لیے قسم کھانا مباح ہے۔

(۴) مکروہ: کسی مکروہ کام کے کرنے یا مستحب کام کے نہ کرنے پر قسم کھانا۔

(۵) حرام: جھوٹی بات کی قسم، معصیت کے ارتکاب یا کسی واجب کے ترک پر قسم کھانا۔

بات بات پر قسم نہ کھائیں

بلاضرورت کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کی قسم کھانا بری بات ہے ،جہاں تک ہو سکے درست اور صحیح بات پر بھی قسم نہیں کھانی چاہیے۔

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾ [1]

اور ہر ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل ہو۔

جن لوگوں کی بات نہ سننے ،اور ان کا کہنا نہ ماننے کی ہدایت کی گئ ہے ،دوسری مذموم صفات کے ساتھ ایک صفت اس آیت میں ان لوگوں کی یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ ''بہت قسمیں کھانے والا ذلیل ہو'' یہاں حلّاف کا لفظ لیا گیا ہے جو مبالغے کے لیے ہے ،یعنی ''بہت زیادہ قسمیں کھانے والا'' اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قسم فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں، بلکہ کبھی اس کی ضرورت بھی پڑتی ہے، البتہ بات بات پر قسم کھانا برا ہے ،اور اس کے ساتھ ''مھین'' کا لفظ بھی لگا ہوا ہے، جس کے معنیٰ ذلیل کے ہیں۔ جو شخص ہر چھوٹی ،بڑی بات پر قسم کھاتا ہے ایک تو اس کی زبان سے جھوٹی قسمیں نکلتی ہیں، دوسرا وہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کے اندر عزّتِ نفس کا کوئی احساس نہیں، کیوں کہ

---

[1] سورہ قلم: ۱۰

جولوگ کردار کے کمزور ہوتے ہیں یا جھوٹ بولنے میں مشہور ہوجاتے ہیں تو وہ اپنی ہر بات میں اس شک میں ہوتے ہیں کہ مخاطب ان کی بات پراس وقت تک باورنہیں کرے گا جب تک کہ وہ قسم کھا کران کواطمینان نہ دلائیں۔

اس وجہ سے وہ بات بات پر قسم کھاتا رہتا ہے، اس طرح وہ خود بھی اپنی عزّت کا خیال نہیں رکھتا، اوردوسرے لوگوں کی نظروں میں بھی گر جاتا ہے۔

لغواور بلاارادہ بھی قسم نہ کھائیں

لغوقسم کھاناسنجیدہ اورثقہ لوگوں کا کام نہیں۔

والذین ھم عن اللغو معرضون [1]

بعض لوگ جھوٹی قسموں سےتواحتراز کرتے ہیں، اور جب کسی بات پر قسم کھائیں تو اس کی رعایت بھی کرتے ہیں، مگر گفتگو کے دوران غیرارادی طور پران کی زبان پر قسم کے الفاظ ٹپک پڑتے ہیں، ایسی قسموں پر اگرچہ گرفت نہیں مگر پسندیدہ بھی نہیں۔

جھوٹی قسم کے بارے میں وعیدیں

جھوٹ ایک ایسا گندااور بدبودار جرم ہے کہ اس سے ایمان کی چنگاری بجھ سکتی ہے ، اور یہی جھوٹ نفاق کا سرمایہ اوراللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے، پھر جھوٹ پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کرقسم کھانااوراپنے جھوٹ کوسچ ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کوگواہ اور ضامن ٹھہرانا بلاشبہ انتہائی خطرناک، گمراہ کن، اورانتہائی گھناؤنا جرم ہے۔

اس مختصرتمہید کے بعد یہاں جھوٹی قسم کے بارے میں قرآن وحدیث سے کچھ

---

[1] سورہ مؤمنون: ۳

وعیدوں کونقل کیا جارہا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ، اَعَدَّاللهُ لَهُمْ عَذَاباً شَدِيدًا[1]

''اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

اِنَّ اللَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِاللهِ وَاَيمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اُولٰئِکَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَايَنْظُرُ اِلَيهِمْ يَومَ الْقِيَامَةِ وَلَايُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ[2]

(۲) ''بے شک جولوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے (دنیا کا) حقیر معاوضہ لیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف (محبت ورحمت کی نظر سے دیکھے گا، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من حلف علی مال امرئی مسلم بغیر حقه ، لقی الله وهو علیه غضبان : قال ثم قرأ علینا رسول الله ﷺ مصداقه من کتاب الله عزوجلّ ''اِنَّ اللَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِاللهِ وَاَيمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا

---

[1] سورہ مجادلہ: ۱۴/ ۱۵

[2] سورہ آل عمران: ۷۷

الخ"[۱]

"جس شخص نے کسی کے مال پر ناحق قسم کھائی، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غصّہ ہوں گے"۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًاقَلِیلًا آخرتک پوری آیت پڑھ لی، یہ وہی آیت ہے جس کو مع ترجمہ کے اوپر نقل کیا گیا ہے۔

مذکورہ آیتوں اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ جھوٹی قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والا ہے، اس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم اور رحمت سے محروم ہوجاتا ہے اور اس کے لیے دردناک اور رسوا کن عذاب ہوگا۔

(۴) حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ الحارثی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اقتطع حق امرٍ مسلم بیمینه فقد اوجب الله له النار، وحرم علیه الجنة، فقال له رجل وان کان شیئاً یسیرًا یا رسول الله! قال وان کان قضبًا من اراک[۲]

"جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ذریعہ مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے آگ کو لازم کردیا اور جنت کو حرام کردیا، ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہ معمولی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی کیوں

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر: ۳۷۵۹

[۲] مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر: ۳۷۶۰

نہ ہو"۔(مسلم،نسائی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل معمولی حیثیت اور بے قیمت چیز پر بھی جھوٹی قسم کھا کر اس کو حاصل کرے گا، پھر بھی اس پر جنّت حرام ہوگی اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :**الکبائر الاشراک باللہ،وعقوق الوالدین،وقتل النفس ،والیمین الغموس**[۱]

"کبائر گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا ،کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا،اور جھوٹی قسم کھانا ہے۔

یمین غموس جان بوجھ کر کھائی جانے والی جھوٹی قسم کو کہتے ہیں،اس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ قسم کھانے والے کو گناہ اور عذاب میں ڈبو دیتی ہے۔

نیکی کے چھوڑنے یا حرام پر قسم نہ کھائیں

بعض لوگ غصّہ میں آ کر ایسی قسمیں کھا لیتے ہیں جو نیکی اور تقویٰ کے خلاف ہوتی ہیں ،مثلاً کوئی اپنے قریبی رشتہ دار، والدین ، بھائی ،بہن وغیرہ کے بارے میں کہے کہ خدا کی قسم میں ان سے بات نہیں کروں گا ، یا ان کے ساتھ نیک سلوک نہیں کروں گا، یا میں آیندہ دو مسلمانوں کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا، یا اسی طرح کوئی اور نیک کام نہ کرنے کی قسم کھائے۔

اوّلاً تو ایسی قسمیں کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے،اور اگر زبان سے ایسی کوئی قسم نکل

---

[۱] صحیح البخاری حدیث نمبر:۶۸۷۰

بھی جائے تو اس قسم کا توڑنا اور اس کا کفّارہ ادا کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ﴾ [1]

''اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ، کہ تم نیکی اور پرہیزگاری نہ کرو اور لوگوں کے درمیان صلح نہ کرو، اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

''عُرۡضَةً'' ہدف اور نشانہ کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو قسموں کا ہدف کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نام کی بے ضرورت اور لایعنی قسمیں نہ کھاؤ۔

نیز اللہ تعالیٰ کے نام کو ایسی قسموں کے لیے استعمال نہ کرو جن سے مقصود نیکی ،تقویٰ ،خیر وصلاح اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی بھلائی کے کاموں سے باز رہنا ہو۔

بلاشبہ غیر ضروری اور لایعنی باتوں، یا جو کام نیکی وتقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک اور مقصدِ صلاح کے خلاف ہو، ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عظیم نام کو استعمال کرنا نیکی اور تقویٰ کے خلاف ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ناقدری ہوتی ہے۔

غور کیجیے کہ کسی خیر وبھلائی کے کام کرنے کے بارے میں یہ کہنا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا بذاتِ خود کتنی غلط بات ہے، پھر اللہ جلّ شانہ کی عظیم ذات جو ہمیں بھلائی کا حکم کرتی ہے اور بری باتوں سے روکتی ہے کے نام کی قسم کھا کر کہنا کہ میں بھلائی کا یہ کام نہیں کروں گا کتنا برا ہوگا، بلاشبہ کسی نیک کام سے رکنا، یا کسی گناہ کرنے کی قسم کھانا اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی ناقدری ہے، بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ قسم کھانے

[1] سورہ بقرہ: ۲۲۴

کے بعد اگر کسی پر یہ بات واضح ہوجائے کہ قسم توڑنے میں ہی خیر ہے تو اسے قسم توڑ دینی چاہیے، اور کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو نبی کریم ﷺ نے چند نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

اِذا حَلَفْتَ عَلٰی یَمِینٍ فَرَأَیتَ غَیرَ ھَا خَیرًا مِنْھَا، فَأْتِ الَّذِی ھُوَ خَیرٌ، وَ کَفِّرْ عَنْ یَمِینِکَ. [۱]

''جب تم کسی چیز کی قسم کھالو پھر اسی کام کے خلاف دیکھو کہ وہ اس کام سے خیر اور بہتر ہے تو وہ کام کر گزرو، جو خیر و بہتر ہے اور قسم کا کفّارہ ادا کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِین فَرَاٰی خَیرًا مِّنْھَا فَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِینِهٖ وَلِیَفْعَلْ [۲]

''جو شخص کسی بات کی قسم کھائے، پھر اس سے بہتر دیکھے تو وہ اپنی قسم کا کفّارہ ادا کردے، اور وہ کام کردے (جو خیر اور بہتر ہے)''

ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی بات کی قسم کھائے اور بعد میں اس کو معلوم ہوجائے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے وہ بہتر نہیں بلکہ قسم توڑنے میں خیر و بھلائی ہے، تو وہ اپنی قسم توڑ کر خیر و بھلائی کا کام کرے، اور قسم کا کفّارہ دے دے۔

❀❀❀

[۱] سنن نسائی حدیث نمبر: ۳۷۹۰

[۲] مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر: ۳۴۱۳

قسم کی قسمیں

یمین (قسم) کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یمین منعقدہ

(۲) یمین غموس

(۳) یمین لغو

یمین منعقدہ

وہ قسم جو آدمی کسی کام کے آیندہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کھاتا ہے، مثلاً میں آیندہ شراب نہیں پیوں گا، یا فلانے سے بات نہیں کروں گا وغیرہ، عامۃً لوگ اسی کو قسم کھانا سمجھتے ہیں، اسی کے ساتھ کفارہ لاحق ہوتا ہے، اسی کو زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

✓ اگر کوئی قسم کھا کر ان شاء اللہ کا لفظ کہہ دے، مثلاً ''خدا کی قسم میں فلاں کام نہیں کروں گا ان شاء اللہ'' یہ قسم نہیں ہوئی، اور اس کے توڑنے پر کفّارہ بھی نہیں ہے۔

✓ کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی ہے جیسے کوئی تم سے کہے کہ ''تمھیں اللہ کی قسم یہ کام نہ کرو'' سگریٹ نہ پیو، اس کے خلاف کرنے پر دونوں پہ کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

یمین غموس

گذشتہ کسی بات یا واقعہ کے بارے میں جانتے ہوئے قصداً جھوٹی اور خلافِ واقعہ قسم کھانے کو یمینِ غموس کہتے ہیں، مثلاً: کسی نے کھانا کھالیا، اور اس کو یاد بھی ہے کہ اُس نے کھانا کھالیا ہے، پھر بھی وہ قسم کھاتا ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا، اس طرح جھوٹی قسم

کھانا کبیرہ گناہ ہے،توبہ واستغفار لازم ہے،یہی اس کا کفارہ ہے۔

یمین لغو

(۱) گذشتہ کسی بات یا کسی واقعہ کو اپنے گمان میں سچ سمجھ کر کہے کہ وہ اسی طرح ہے ،قسم کھالی بعد میں وہ غلط نکلی ۔مثلاً: اس نے واقعۃً کھانا کھالیا تھا،لیکن یاد نہیں رہا،اس لیے سچ سمجھ کر قسم کھاتا ہے کہ ''خدا کی قسم میں نے کھانا نہیں کھایا'' (۲) بعض علماء نے بلاارادہ زبان سے جاری ہونے والی قسموں کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔(۳) کسی کا تکیہ کلام بن جاتا ہے،اس کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔(۴) یمین لغو میں وہ قسمیں بھی داخل ہیں جو لوگ بات چیت کے دوران دوسروں کے فعل کے متعلق کھاتے ہیں،مثلاً کوئی آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ ''واللہ'' آپ سبق پڑھو، یا یہ کہے کہ ''تجھے اللہ کی قسم'' کہ آپ میری دعوت قبول کر لیجیے ، یا میرا فلاں کام کیجیے، یا یہ کام نہ کریں، وغیرہ۔

الغرض یمین لغو میں وہ تمام قسمیں داخل ہیں جس کا اثر آدمی کے اپنے یا دوسرے لوگوں کے حقوق پر نہیں پڑتا،اور یہ وہی قسمیں ہوتی ہیں جن کو آدمی کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ، یا تکیہ کلام کے طور پر غیر ارادی طور پر بات چیت کے دوران ماضی اور حال کی کسی بات کے بارے میں کھاتے ہیں،ایسی قسموں پر کفّارہ واجب نہیں ہوتا۔

حکم:

اللہ سے امید ہے کہ اس پر مواخذہ نہ ہوگا،نہ کفارہ،نہ استغفار لازم ہے۔

مُقْسَم بِہ (جس کی قسم کھائی جائے) کی متعدد قسمیں اور حکم

(۱) جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ یا تو اللہ کا اسم ذات ہوگا، یعنی اللہ کا لفظ۔

(۲) جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ یا تو اللہ کی ایسی صفت ہو جو اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہو جیسے کریم، حکیم وغیرہ۔

(۳) جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ اللہ کی ذات ہی کے لیے وہ صفت مروّج ہو (عرف میں ہو) جیسے اللہ کی عزّت کی قسم، جلال کی قسم، کبریائی کی قسم۔

(۴) جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ ایسی صفات ہیں جو اللہ کے لیے بھی اور غیر اللہ کے لیے بھی بولی جاتی ہے، لیکن اللہ کے لیے اس کا استعمال غالب ہے جیسے اللہ کی قدرت ،اللہ کی رضا کی قسم۔

(۵) جس کی قسم کھائی جارہی ہے وہ ایسی صفات ہیں جو مخلوق کے لیے غالب الاستعمال ہیں جیسے اللہ کے علم، اللہ کی رحمت، اللہ کے غضب کی قسم۔

(۶) غیر اللہ کی قسم جیسے کسی پیغمبر، بزرگ، ماں باپ ، اولاد ، زندگی، موت، یا متبرک چیز کی قسم جیسے کعبہ، زمزم، قبر وغیرہ کی قسم کھانا۔

حکم:

شروع کی چار طرح کی قسموں کے کھانے سے قسم منعقد ہوجائے گی ،آخر کی دو قسموں سے قسم منعقد نہ ہوگی۔

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے!

غیر اللہ کے نام پر قسم کھانا جائز نہیں ،اگر کسی نے غیر اللہ کی قسم اس کی قدرت

وعظمت کا عقیدہ رکھتے ہوئے کھائی (یعنی اس کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ ہر چیز کے ساتھ حاضر وناظر ہے اور اسے دیکھتا ہے) جیسا کہ بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ مجھے فلاں بزرگ مار دے، ہلاک کردے اگر میں نے فلاں کام کیا ہو، یا اس کو حاضر ناظر جان کر کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کی قسم، بلاشبہ اس عقیدے کے ساتھ کسی مخلوق کی قسم کھانا شرک ہے۔ البتہ اگر کسی کا عقیدہ درست ہو لیکن صرف رواج وعادت کی بناء پر غیر اللہ کی قسم کھائے، یہ اگرچہ شرک نہیں لیکن یہ بھی شائبہ شرک کی وجہ سے ناجائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "کعبہ کی قسم" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: **من حلف بغیر اللہ فقد کفر او اشرک.** [1]

"جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا، یا یہ (فرمایا کہ اس نے) شرک کیا"۔

امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوداؤد نے صرف **فقد اشرک** "اس نے شرک کیا" کے لفظ کو نقل کیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کفر نہیں بلکہ شرک ہی فرمایا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا ناجائز ہے، اس میں شک نہیں کہ بعض لوگوں کا عقیدہ درست ہوتا ہے، وہ جب غیر اللہ مثلاً باپ، دادا کی قسم کھاتے ہیں تو وہ ان کو حاضر وناظر نہیں جانتے، اور نہ وہ ان کو کسی غیبی طاقت کا مالک سمجھتے ہیں، بلکہ صرف عادت ورواج کی بناء پر ان کی زبان سے ایسی قسمیں نکلتی ہیں۔

---

[1] سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۲۵۱

ایسی قسم اگرچہ کوئی شرک نہیں ہوتی لیکن پھر بھی صورتاً شرک ہے، اس لیے درست عقیدے کے ساتھ بھی ایسی قسم کھانا جائز نہیں، کیوں کہ یہی صوری شرک حقیقی شرک کے لیے راہ ہموار کرتی ہے، اور اگر خدانخواستہ اس کا عقیدہ ہی مشرکانہ ہے، تو ایسی صورت میں یہ حقیقی اور کھلا ہوا شرک ہے۔ (اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے)۔

مذکورہ بحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قسم صرف وہی ہوسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات کا نام لے کر کھائی جائے، مثلاً یوں کہا جائے کہ "اللہ کی قسم" یا "واللہ" یا یوں کہے کہ "خالق کی قسم"، "رحمٰن کی قسم"، "اللہ تعالیٰ کی جلال کی قسم"، "آسمان وزمین کے رب کی قسم" وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ کسی اور چیز کا نام لے کر قسم کھانے سے قسم نہیں ہوجاتی، اگر کسی نے کعبہ یا آباء واجداد کی قسم کھائی تو یہ شرعی قسم نہ ہوگی، البتہ اگر یوں کہا کہ "ربّ کعبہ کی قسم!" تو پھر یہ قسم درست ہے اور یہ قسم ہوجائے گی۔

غیر اللہ کی قسم جائز نہیں تو قرآن میں غیر اللہ کی قسم کیوں؟

اوپر کی گفتگو سے یہ دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب غیر اللہ کی قسم جائز نہیں تو پھر قرآن مجید میں اللہ نے اپنے غیر کی قسم کیوں کھائی ہے؟ تو اس کے لیے یاد رکھنا چاہیے کہ احکامِ شرعیہ مکلفین کے لیے ہے، اللہ احکام کا مکلف نہیں ہے، اس کے علاوہ اور بھی جوابات علماء کرام نے دیئے ہیں کہ یہاں ہر جگہ "ربّ" محذوف ہے، والعدیٰت اصل میں "وربّ العدیٰت" ہے، یا یہ قسم تزیین کے لیے ہے مقصود نہیں ہے، یا مقسم بہ کی حالت عجیبہ کو بتلانا ہے۔

❁❁❁

متبرّک اشخاص واشیاء کی قسم

کسی پیغمبر، بزرگ، خانہ کعبہ، زمزم، حرمین، مسجد، والدین، اولاد، زندگی موت، یا کسی بھی متبرّک اشیاء کی قسم کھانا جائز نہیں، یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، اور بالاتفاق ایسی قسمیں معتبر نہیں۔

قرآن کی قسم کھانے کے طریقے

قرآن کی قسم کھا کر کوئی بات کہی جائے تو قسم ہو جاتی ہے، اگر اس کو توڑے گا تو کفارہ لازم آئے گا، کیوں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اور کلام اللہ کی صفت ہے۔

والقسم بالله تعالیٰ .... أو باسم من أسمائه، أو بصفة من صفاته تعالیٰ. [1]

اگر قرآن کی قسم کھانے کو غیر اللہ کی قسم شمار کیا جائے، تب بھی فقہاء متأخرین نے عرف کی وجہ سے قرآن کی قسم کھانے کو صحیح قرار دیا ہے، اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

ولا یخفی أن الحلف بالقرآن متعارف، فیکون یمینا. [2]

اسی طرح قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے سے بھی قسم منعقد ہو جائے گی۔

لو حلف بالمصحف أو وضع یده علیه فهو یمین. [3]

البتہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کے الفاظ نہ کہے، بس اتنا کہے کہ یہ کام آیندہ نہ کروں گا

---

[1] حاشیہ ابن عابدین: ج ۵ رص ۵۵۵

[2] الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی: ج ۴ رص ۴۶۳

[3] حاشیہ ابن عابدین: کتاب الایمان، ج ۳ رص ۷۱۳

،تو یہ قسم نہیں ہے، گرچہ احتراماً اس سے بچنا چاہیے،لیکن فقط ہاتھ رکھ کراقرار کرنے سے قسم نہ ہوگی۔(بنوریہ ٹاؤن:فتوی نمبر144008200128)

الغرض قرآن مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی جائے توقسم ہوجاتی ہے، اگر اس کو توڑے گا تو کفّارہ لازم آئے گا، کیوں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہےاور کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

اگر صرف قرآن مجید پر ہاتھ رکھا، یا قرآن مجید کو ہاتھ میں لے لیا، یا قرآن مجید کو سر پر اٹھایا اور قسم کے الفاظ نہیں کہے تو اس سے قسم نہ ہوگی، البتہ قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا قرآن مجید کو سر پر اٹھا کر یا ہاتھ میں لے کر قسم کھائی تو قسم ہوگئی۔

کیا قرآن کی قسم کھلانا جائز ہے؟

ہر مومن ایمانی تقاضہ کے تحت خود بخود امانت، دیانت کا حلف بردار ہوتا ہے، اس کی ضرورت پیش نہیں آنی چاہیے، اگر کبھی ایسی ضرورت محسوس ہو، تو شرعاً اس بات کی گنجائش ہے کہ کسی ملازم سے ملازمت پر رکھتے وقت، یا بعد میں کسی موقعہ پر ضرورت پیش آنے پر ، یا کسی معاملہ میں تحقیقِ حال پر قرآن کریم پر حلف لیا جائے ،حلف لینے اور اٹھانے دونوں کی اجازت ہے۔(بنوریہ ٹاؤن:143101200677)

کیا قسم دینے سے قسم منعقد ہوگی؟

اگر کسی نے کہا واللہ تم یہ کام کروگے، اور کوئی نیت نہیں تھی، یا خود قسم کھانے کی نیت کی بھی نہیں تھی، تو مخاطب کے نہ کرنے کی صورت میں متکلم حانث ہوگا، اور اگر یہ مقصد تھا کہ تم قسم کھاؤ کہ یہ کام کروں گا (یعنی قسم کا مطالبہ مقصود تھا) اور مخاطب نے قسم نہیں کھائی

،اور وہ کام کیا تو دونوں حانث نہیں ہوں گے۔

فيه دليل علىٰ أن من أقسم غيره وقال: والله لتفعلنّ كذا ،ولم ينو شيئاً او نوى أنه يفعل ذلک ،ولابدّفهو حالف ،فان لم يفعل المخاطب حنث...الخ[1]

قسم میں عرف کا اعتبار ہوگا

قسم میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے یعنی کسی نے قسم کھائی تو اس کی قسم محمول ہوگی عرف پر کہ وہ لفظ عرف میں کن چیزوں پر بولا جاتا ہے،اور عرف ہر جگہ کا ایک ہی نہیں رہتا بدلتا ہے، جیسے زبان وتہذیب بدلتی ہے ویسے عرف بھی بدلتا ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا تو مچھلی کھانے سے حانث نہیں ہوگا ،لیکن اگر ایسے علاقہ میں رہتا ہے جہاں لوگ مچھلی کو بھی گوشت بولتے ہیں تو یہاں مچھلی کھانے سے حانث ہوجائے گا،اسی طرح قسم کھائی کہ پھل نہیں کھائے گا تو ٹماٹر کھانے سے حانث نہ ہوگا کیوں کہ وہ سبزی ہے لیکن ایسے علاقہ میں جہاں ٹماٹر بھی پھلوں میں شمار ہوتا ہے، یا بطور پھل تلذذ کے خاطر لوگ کھاتے ہیں (جیسا کہ یورپ کے بعض علاقے) تو وہاں حانث ہوجائے گا،اسی طرح روٹی نہ کھانے کی قسم کھائی تو چاول کی روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا ،لیکن ایسے علاقہ میں رہتا ہے جہاں چاول کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے تو اب وہ حانث ہوجائے گا۔

الأيمان مبنية على الالفاظ لا على الاغراض [2]

---

[1] النهر الفائق شرح کنز الدقائق: ج ۳ / ص ۱۲۲

[2] حاشیہ ابن عابدین: ج ۳ / ص ۷۴۳

قسم میں الفاظ عرفیہ کا اعتبار ہوگا نہ کہ اغراض کا

قسم کا مدار الفاظ عرفیہ پر ہوتا ہے، نہ کہ اغراض ومقاصد پر۔

مثالیں:

(۱) چنانچہ اگر کوئی قسم کھائی کہ گھر کے دروازے سے نہیں نکلے گا پھر اس کی کھڑکی یا چھت سے نکلا تو حانث نہیں ہوگا، چاہے اس کی مراد اس کلام سے گھر میں قرار پکڑنا ہو اور کسی بھی طرح سے خواہ دروازہ سے یا چھت سے یا کھڑکی وغیرہ سے باہر نہ نکلنا ہو اس لیے کہ اعتبار الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ مقصود کا۔

(۲) قسم کھائی کہ اس شخص کو کوڑے سے نہیں مارے گا پھر اس کو عصا سے مارا تو حانث نہیں ہوگا، اگرچہ اس کا مقصود اس کلام سے یہ ہو کہ میں اس کو تکلیف نہیں دوں گا کیوں کہ کلام میں لفظ ''کوڑا'' ذکر کیا ہے لہٰذا اسی کا اعتبار ہوگا مقصد اور نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۳) قسم کھائی کہ ایک ہزار روپے کا کھانا کھائے گا پھر ایک ہزار کی محض ایک روٹی خریدی اور اس کو کھایا تو حانث نہیں ہوگا اگرچہ اس کی مراد اس سے یہ ہو کہ ایسے چیز کھائے گا جو بہت قیمتی ہو، کیوں کہ معتبر بیان کردہ الفاظ ہوتے ہیں نہ کہ مراد ومقصد، اور الفاظ میں ایک ہزار کا کھانا کہا تھا اور اس نے اس پر عمل کرلیا ہے۔

فائدہ

ضابطہ میں ''الفاظ عرفیہ'' کی قید سے لغت اور عرف قرآن سے احتراز ہوگیا، چنانچہ اگر کوئی قسم کھائے کہ دابہ پر سوار نہیں ہوگا اور وہ کسی انسان پر سوار ہوا تو حانث نہیں ہوگا، کیوں کہ انسان پر دابہ کا اطلاق لغت کے لحاظ سے ہے عرف عام میں نہیں ہے، اسی طرح

اگر قسم کھائی کہ میخ پر نہیں بیٹھے گا اور وہ پہاڑ پر بیٹھے، یا قسم کھائی فرش پر نہیں بیٹھے گا اور زمین پر بیٹھے تو حانث نہیں ہوگا کیوں کہ پہاڑ کو میخ اور زمین کو فرش کہنا عرف قرآن ہے عرف عام نہیں ہے۔

ضروری وضاحت

لیکن ضابطہ میں غرض اور نیت کے معتبر نہ ہونے سے مراد: وہ نیت ہے جو لفظ کے محتمل سے زائد ہو یعنی اس میں لفظ کے عرفی معنی سے صرف نظر کر کے ایک ایسے زائد معنی کی نیت کی جائے جس کا لفظ احتمال نہ رکھتا ہو جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے البتہ اگر لفظ مسمی کے تحت وہ نیت آتی ہو اور لفظ کے عرفی معنی سے تجاوز کرنا نہ ہوتا ہو تو پھر اس نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ قواعد الفقہ میں جہاں مذکور قاعدہ بیان کیا گیا ہے، ساتھ میں یہ قاعدہ بھی مذکور ہے کہ: ''قسم میں کسی عام لفظ کو نیت سے خاص کرنا دیانتاً مقبول ہے'' جیسے کہے قسم بخدا میں کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر کہے میری مراد اس سے فلاں کھانا ہے نہ کہ دوسرا، یا یہ کہے جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق اور کہے میری نیت اس سے فلاں شہر کی عورت ہے نہ کہ ہر شہر کی عورت تو دیانتاً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی، کیوں کہ اس نے اپنے کلام میں ایک عام لفظ استعمال کیا ہے اور نیت کے ذریعہ ایک ایسی چیز کی تخصیص کی ہے جس کا وہ لفظ احتمال رکھتا ہے، لہٰذا دیانتاً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی۔

اسی طرح لفظ کے معتبر ہونے سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنی حقیقت میں مستعمل ہو عرف میں اس کو دوسرے معنی سے مجاز نہ کیا گیا ہو، اگر لفظ سے اس کا مجازی معنی مراد ہو جیسے کہے فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا تو عرف میں یہ مطلقاً دخول سے مجاز ہے، تو اب اس میں لفظ کا اعتبار نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ گھر سے باہر بیٹھ کر یا لیٹ کر اپنے قدم گھر میں رکھے یا

کھڑا کھڑا صرف ایک قدم رکھے اور داخل نہ ہو تو حانث نہیں ہوگا، کیوں کہ لفظ کا حقیقی معنی (قدم رکھنا) یہاں متروک ہے اور دوسرا مجازی معنی (داخل ہونا) مراد ہے۔

حلال کو حرام کرنا قسم ہے:

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا قسم کے حکم میں ہے، مثلاً کسی شخص نے کہا کہ میں دو ماہ تک گوشت نہیں کھاؤں گا، اگر میں نے کھایا تو ایسا ہے جیسا میں نے خنزیر کھایا، تو یہ قسم ہوگئی، لہٰذا اگر گوشت کھالیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، اور قسم توڑنے کا کفارہ لازم ہوگا۔

ومن حرم ای علی نفسه ...... شيئاً ثم فعله بأكل او نفقة .... كفر ليمينه، لما تقرر أن تحريم الحلال يمين۔[1]

لیکن چونکہ اس نے اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا ہے، جو نص قطعی سے حرام ہے

لم تحرّم ما احلّ الله لک[2]

اور حدیث میں وارد ہے کہ حلال کو حرام قرار دینے سے حکم شرعی یہی ہے کہ اس حلال کو اختیار کرے، اور کفارہ ادا کرے، لہٰذا گوشت کو کھائیں، قسم کو توڑیں اور کفارہ ادا کریں، اور دوبارہ اس طرح کی قسم کھانے سے گریز کریں۔

بھول کر قسم کھانے کا حکم

بھول کر قسم کھالے تب بھی قسم منعقد ہو جائے گی، بھول میں قسم ٹوٹ جائے گی، تو

---

[1] درّ مختار مع الرّد: ۳/۷۲۹

[2] سورہ تحریم:۱

کفارہ لازم ہوگا۔

القاصد فی الیمین والمکرہ والناسی سواء. [۱]

مذاق میں قسم کھانے کا حکم

اگر کوئی شخص آیندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی مذاق میں قسم کھائے، اور قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہے، تو ان الفاظ سے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے، نیت اور مذاق کا اعتبار نہ ہوگا، قسم کو پورا کرنا لازم ہوگا (اگر وہ حرام کی نہ ہو) ورنہ کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

والیمین فی الماضی اذا کان لاعن قصد لاحکم لہ فی الدّنیا والآخرۃ عندنا [۲]

قسم کے بجائے ''کسم'' کہا

اگر کوئی شخص قصداً قسم کے بجائے ''کسم'' کا لفظ استعمال کرے، اور اس کا ارادہ قسم کھانے کا نہ ہو، اسی لیے زبان سے یہ غلط لفظ استعمال کیا ہو، تو اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی لیکن دھوکہ دہی، یا حق چھپانے کی نیت سے، یا ''اللہ'' کے نام کی قسم کو معمولی سمجھتے ہوئے اس طرح کرنا جائز نہیں ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص قسم کھانے کے ارادے سے یہ جملہ کہہ دے، یا اس علاقے کا عرف اس طرح ہوگیا ہو کہ الفاظ کی ادائیگی میں ''ق'' اور ''ک'' میں فرق نہ کیا جاتا ہو، اور وہ لوگ اس لفظ سے قسم کا ہی ارادہ کرتے ہوں، یا ناواقف شخص قسم کھانے کے ارادے

---

[۱] البنایہ شرح الہدایہ: ۱۱۶/۶

[۲] فتاوی ہندیہ: ۵۲/۲

سے ''کسم'' کہہ دیتا ہو، تو اس سے قسم معتبر ہو جائے گی۔

وألفاظ مصحفة لصدوره لاعن قصدصحيح ، بل عن تحريف وتصحيف ،فلم تكن حقيقة ولامجازاً لعدم العلاقة ،بل غلط فلااعتبار به اصلاً...الخ. [۱]

دل میں قسم

قسم کے ارکان وشرائط میں یہ بات گزر چکی ہے کہ قسم کے منعقد ہونے کے لیے زبان سے الفاظِ قسم ادا ہوں، فقط خواب دیکھ لینے، سوچ لینے، دل میں ارادہ اور عزم کر لینے سے یا کسی کے سامنے تذکرہ کرنے سے وہ قسم نہیں ہوتی، لہٰذا پورا نہ کرنے سے نہ حانث ہوگا نہ کفارہ دینا لازم ہوگا۔

البتہ زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ جب دل میں عمدہ کام کرنے کا پختہ عزم وارادہ کرلیا ہے تو یہ اللہ سے ایک عہد ہے اس کو پورا کرنے کی ضرور کوشش کرنا چاہیے۔

ان اللّٰہ تجاوز عن امّتی ماوسوت به صدورها مالم تعمل او تتکلّم. [۲]

قسم کے ساتھ ان شاء اللہ کہے

معاشرہ میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان قسم کھاتا ہے اور قسم کو اللہ کی مشیت سے مقید اور اس کی چاہت پر موقوف کر دیتا ہے یعنی اپنی قسم کے ساتھ ''ان شاء اللہ'' (اگر اللہ

---

[۱] شامی: ۳/ ۱۸

[۲] مشکوۃ المصابیح: حدیث نمبر ۶۳

چاہے) کہہ دیتا ہے، اب اللہ کی مشیّت کا علم نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص قسم کھا کر ان شاء اللہ کہہ دیتا ہے تو وہ قسم نہ منعقد ہوگی، نہ وہ حانث ہوگا، نہ کفارہ لازم ہوگا۔

من حلف علی یمین فقال ان شاء اللہ فلا حنث علیه. [۱]

بات نہ کرنے کی قسم کھا کر میسج (msg) کرنا

ایک دوست نے اپنے دوست کے سامنے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے بات نہ کروں گا (اگر یہ قطع رحمی اور حرام تک پہنچ جاتا ہے تو قسم ہی کو توڑ کر بات کریں اور کفارہ ادا کریں۔)اور اگر بات کرنے کے بجائے فون پر میسج کیا تو اس میسج کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی، کیوں کہ بات کرنے کے لیے زبان سے کہنا ضروری ہے، خط وکتابت اور کلام دونوں الگ الگ ہیں۔

الکلام والتحدّث لایکون الا باللسان ،فلایحنث باشارۃ وکتابۃ کمافی النّتف، وکذاِبارسال رسول. [۲]

یمین فور اور اس کا حکم

مثلاً زید نے عمر کو چائے کے لیے بلایا، اس وقت عمر کو زید پر سخت غصّہ آیا تھا، عمر نے کہا ''واللہ میں نہیں پیوں گا'' پھر دوسرے دن رضامندی ہوئی، اور عمر نے زید کے گھر آکر کھانا کھایا تو اس کو یمین فور کہتے ہیں، جس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت قسم کھائی بس اسی وقت کے لیے اس شخص پر وہ کام حرام ہے، پھر کچھ وقفہ کے بعد اس فعل کے کرنے میں کوئی

---

[۱] مشکوۃ المصابیح: حدیث نمبر ۳۴۲۴

[۲] شامی: ۳/ ۷۹۲، کتاب الایمان فی الاکل والشرب والکلام واللبس، مستفاد بنوریہ ٹاؤن ۱۴۲۳۰۸۱۰۰۵۵۰

مضائقہ نہیں۔

یمین الفور ...... وھو ماتکون الیمین مؤقتۃ دلالۃً او معنیً ،ومؤیدۃً لفظًا ،وحکمھا:أنہ لایحنث فی یمینہ استحسانًا . [1]

ایک مجلس کی متعدد قسمیں

ایک مجلس کی متعدد قسمیں کھا کر اس کو توڑ دیں تو متعدد کفارہ لازم ہوں گے۔

تتعددالکفارۃبتعددالأیمان سواء حلف فی مجلس واحد ،أو مجالس متعددۃ. [2]

موبائل خریدا تو ایک سال تک شادی حرام

کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے،نکاح کرنا جائز اور حلال ہے،اس کو حرام کرلیا تو اب اگر موبائل خریدتا ہے تو کفارہ لازم ہو جائے گا۔

و من حرّم أی علی نفسہ شیئاً ،ثم فعلہ بأکل او نفقۃ کفر لیمینہ لماتقرر أن تحریم الحلال یمین. [3]

نماز روزہ نہ رکھنے کی قسم

کسی نے اپنی حماقت سے قسم کھائی کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا،پھر نادم ہوا،اور نماز

---

[1] الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی: ۴/ ۴۵۷

[2] کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۸۰

[3] درّ مختار شرح تنویر الابصار: ۲۸۳

پڑھنا شروع کی تو جیسے ہی پہلی رکعت کا سجدہ کرے گا، قسم ٹوٹ جائے گی۔

اسی طرح اگر قسم کھالے کہ روزہ نہیں رکھوں گا، تو صرف روزہ کی نیت کر کے روزہ شروع کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی، مگر اس طرح قسم کھانا گناہ کی بات ہے، اگر ایسی قسم کھالے، تو فوراً قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔

حلف لایصوم حنث بصوم ساعة ..... حلف لایصلّی حنث برکعة.[1]

ان الفاظ سے بھی قسم منعقد ہوجاتی ہے

معاشرہ میں کثرت سے پیش آنے والے مسائل کو ذکر کر دینے کے بعد ذیل میں چند نکتہ وار مزید ان مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے جن سے قسم منعقد ہوجاتی ہے، جس کے نہ کرنے سے (پورا نہ کرنے سے) وہ حانث ہوجائے گا۔

(۱) حرام چیز ہی کو حرام کر لینے سے قسم ہوجائے گی، مثلاً آئندہ مجھ پر فلم دیکھنا، یا خنزیر کھانا حرام ہے، کہا تو یہ بھی قسم بن جائے گی، اب اگر اس حرام چیز کو اختیار کرتا ہے تو گناہ بھی ہوگا، قسم بھی ٹوٹے گی، کفارہ لازم ہوگا۔

ومن حرّم شیئاً ثم فعله کفر وفی الشّرع ولو حراماً (شامی)

(۲) بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے سے قسم واقع ہوگی، توڑنے پر کفارہ دینا ہوگا۔

(۳) قسم کھائے کہ یہ کام نہ کروں تو کافر ہوجاؤں، تو قسم منعقد ہوگی، کفارہ

---

[1] شامی: ۳/ ۳۲۷

ادا کرے، اگر قسم ٹوٹ جائے تو کافر نہ ہوگا۔

وان قال ان فعلت كذافهويهودئ أونصرانئ أو كافر يكون يميناً. [1]

(۴) کچھ دنوں تک نہ بولنے کی قسم ۳/دن پر محمول ہوگی، اور بہت دنوں تک نہ بولنے کی قسم ۶/ماہ پر محمول ہوگی۔

ولوحلف لايكلم اياماً فهو علٰى ثلاثة أيام ,لانه اسم جمع ذكرمنكرا,فيتناول أقل الجمع وهو الثلاثة,أو الزمان فهو على ستة أشهر. [2]

(۵) قرآن نہ پڑھنے کی قسم کھایا، پھر نماز میں تلاوت کی، تو بھی حانث ہوگا۔

حلف لايقرأ اليوم يحنث بالقراءة في الصّلوٰة أو خارجها. [3]

(۶) آسمان پر چڑھنے یا پتھر کو سونا بنا دینے کی قسم منعقد ہو جائے گی۔

ليصعدنّ السّماء أو ليقلبن هذا الحجر ذهباً حنث الحال [4]

(۷) زمین پر نہ چلنے کی قسم کھایا، پھر ننگے پیر یا چپّل سے چلے تو حانث ہو جائے گا۔

حلف لايمشي على الارض فمشى عليها بنعل أو خف حنث. [5]

---

[1] العنایہ شرح الہدایہ: ۶/۲۷۴

[2] فتاوی ہندیہ: ۲/۱۰۶

[3] درمختار: ۴/۱۰۳

[4] شامی: ۱۴/۲۷۵

[5] البحر الرائق: ۴/۳۹۴

(۸) کتاب نہ پڑھنے کی قسم کھا کر مطالعہ کیا، اور سمجھ گیا مفہوم تو حانث ہو جائے گا۔

واذا حلف لایقرأ کتاب فلان ،فنظر الیه وفهمه بدون قراءة یحنث وهو الموافق للعرف.[۱]

(۹) گھر میں قدم نہ رکھنے کی قسم، گھر نہ آنے پر محمول ہوگی، لہٰذا سوار ہو کر، کود کر آئے تب بھی حانث ہوگا۔

لایضع قدمه فی دار فلان حنث بدخولها مطلقا ولو حافیا أو راکباً.[۲]

(۱۰) بات نہ کرنے کی قسم کھا کر سلام کیا تو حانث ہو جائے گا۔

(۱۱) کسی مشکل یا دشوار کام کے ساتھ مشروط کر دے (شرط لگا دے) تو یہ شرط بھی قسم کا درجہ رکھتی ہے، مثلاً فلاں کام کروں تو بیوی کو طلاق، تو قسم کے احکام جاری ہوں گے۔

(۱۲) صورت نہ دیکھنے کی قسم کھائی، اس کا مطلب یہ ہے کہ تجھ سے بات چیت نہیں کروں گا، میل جول نہیں رکھوں گا، لہٰذا اگر کبھی صرف صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

الأیمان مبنیة علی العرف.[۳]

(۱۳) قسم منعقد ہونے کے لیے طہارت ضروری نہیں، لہٰذا ناپاکی کی حالت میں بھی قسم درست ہے۔

(۱۴) مجھے قسم ہے کہنے سے بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے۔

---

[۱] المحیط البرهانی: ۱/ ۴۴۸

[۲] شامی: ۱۴/ ۱۷۷

[۳] البحر الرائق: ۴/ ۳۲۳

ان الفاظ سے قسم منعقد نہیں ہوتی یا حانث نہیں ہوتا

ذیل میں نکتہ وار ان مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے جن سے یا تو قسم منعقد نہیں ہوتی، یا منعقد ہوجائے تو اس کا محمل کیا ہے؟ حانث ہوگا یا نہیں؟

(۱) گندے اور بیہودہ الفاظ کہنے سے قسم نہ ہوگی، مثلاً غصہ کی حالت میں کہا کہ آیندہ سے میں تم سے بات کروں تو اپنی ماں سے زنا کروں، تو قسم نہ ہوگی، البتہ سخت گناہ ہے، توبہ واستغفار کرے۔

(۲) دودھ نہ پینے کی قسم تین دن پر محمول ہوگی، تین دن کے بعد بات کرنے سے حانث نہ ہوگا۔

(۳) گوشت نہ کھانے کی تھی، لیکن کلیجی، مچھلی کھایا تو حانث نہ ہوگا۔

ومن حلف لایأکل لحماً، فأکل لحم السمک لایحنث [۱]

(۴) دودھ نہ پینے کی قسم تھی، دہی کھالیا تو قسم میں حانث نہ ہوگا۔

لایحنث فی حلفه لایأکل اللبن، فأکل شیرازه. [۲]

(۵) زمین پر نہ چلنے کی قسم کھا کر چادر بچھا کر بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا۔

لانه لایسمی جالساً علی الارض عرفاً. [۳]

(٦) نہ مارنے، نہ بیچنے کی قسم کھا کر، کسی کو وکیل بنا کر خریدے، بیچے، یا مارے تو حانث نہ ہوگا۔

---

[۱] العنایہ شرح الہدایہ: ۷/ ۲۹

[۲] المحیط البرھانی: ۵/ ۱۴

[۳] شرح فتح القدیر: ۵/ ۱۹۲

(۷) بات نہ کرنے کی قسم کی صورت میں خط وکتابت کرنا جائز ہے۔

لو حلف لا یکلّم فلاناً فکتب الیه لم یحنث [۱]

(۸) گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم میں مسجد، مندر، گرجا گھر وغیرہ میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا۔

حلف لا یدخل بیتاً فدخل المسجد أو البیعة لا یحنث. [۲]

(۹) کھانا نہ کھانے کی قسم دودھ وغیرہ پر محمول نہ ہوگی۔

الأیمان مبنیة علی العرف.

(۱۰) خانہ کعبہ کی قسم کھانا غیر اللہ کی قسم کھانا ہے، لہٰذا منعقد نہ ہوگی۔

ومن حلف بغیر الله لم یکن حالفاً کالنبيّ ﷺ، والکعبة... الخ. [۳]

(۱۱) ماں باپ یا اولاد کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہ ہوگی۔

ان الله ینهاکم أن تحلفوا بآبائکم. [۴]

(۱۲) اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھائے، اگر میں فلاں کام کروں تو خدا مجھ پر جنّت حرام کردے، یا دوزخ کا عذاب دے تو اس سے قسم نہ ہوگی۔

(۱۳) نابالغ چھوٹے بچے اگر قسم کھا کر حانث ہوجائیں تو ان پر کفارہ واجب نہ

---

[۱] لسان الحکام: ۱/۳۵۰

[۲] المحیط البرهانی: ۵/۸۱

[۳] الجوهرة النیرة: ۵/۳۱۱

[۴] صحیح النسائی: ۴/۳۷۷

ہوگا، کیوں کہ کفارہ واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا شرط ہے۔

فلا یصح یمین الصبیّ [۱]

(۱۴) فلاں کام کروں تو جنّت حرام ہے کہنے سے قسم نہ ہوگی ،توبہ، استغفار ضروری ہے۔

حرم علیہ الجنّۃ ان فعل کذا فشییٔ من ھذا لایکون یمینا [۲]

(۱۵) ہندوستانی عدالتوں میں مسلمانوں سے قرآن اور ہندوؤں سے شاستر اُٹھوایا جاتا ہے ؛لیکن بعض مغربی ممالک میں عدالت میں ہر شخص اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ بائبل پر ہاتھ رکھ کر سچ بولنے کا عہد کرے ،مسلمان چوں کہ ان کتابوں کو محرّف اور تبدیل شدہ باور کرتے ہیں ،اور بحالت موجودہ ان کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرنے کے مرادف ہوگا ؛البتہ اگر وہ اس پر مجبور ہوں اور انصاف حاصل کرنا اور ظلم سے بچنا اسی پر موقوف ہوتو کراہت خاطر کے ساتھ ہاتھ رکھا جا سکتا ہے۔(جدید فقہی مسائل)

(۱۶) آیندہ تجھ سے بات نہ کروں گا یہ عہد ہے،عزم ہے لیکن قسمیہ جملہ نہیں ہے ،اس سے قسم منعقد نہ ہوگی۔

تمرینی سوالات

(۱) قسم کی تعریف کیجیے

(۲) قسم کا رکن اور شرائط ذکر کریں

(۳) قسم کھانے والے اور توڑنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

---

[۱] مجمع الانہر:۲/۲۶۶

[۲] مبسوط:۶/۷۱

(۴)قسم کی قسمیں اور حکم بتائیں

(۵)یمینِ لغو کی وضاحت کیجیے

(٦)بار بار قسم کھانے کے نقصانات ذکر کریں

(۷)جھوٹی قسم پر وارد وعیدیں بتائیں

(۸)مقسم بہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کیا ہیں مع حکم بتائیں

(۹)غیر اللہ کی قسم کا حکم بتائیں۔

(۱۰)غیر اللہ کی قسم جائز نہیں تو قرآن میں غیر اللہ کی قسم کیوں ہے؟

(۱۱)زمزم اور کعبۃ اللہ کی قسم کھانا جائز ہے؟

(۱۲)قرآن کی قسم کھانا کیوں جائز ہے؟

(۱۳)کسی کو قسم دینے سے قسم منعقد ہو جائے گی؟

(۱۴)قسم میں عرف کا اعتبار ہونے کا مطلب کیا ہے؟

(۱۵)قسم میں عرف کا اعتبار ہے یا اغراض کا؟ مع مثال سمجھائیں

(۱٦)کسی حلال چیز کو خود پر حرام کر لینے سے کیا وہ چیز حرام ہو جاتی ہے؟

(۱۷)بھول اور غلطی سے قسم کھائی گئی، ارادہ اور مقصد نہ تھا تو قسم منعقد ہوگی؟

(۱۸)قسم کے بجائے کسم کہدیا، یا دل میں قسم کھایا تو حکم کیا ہے؟

(۱۹)قسم کھانے کے بعد ان شاء اللہ کہدے تو قسم منعقد ہوگی؟

(۲۰)بات نہ کرنے کی قسم کھایا، اور خط کے ذریعہ پیغام بھیجا تو قسم ٹوٹے گی؟

(۲۱)یمین فور کا حکم بتائیں۔

(۲۲)ایک ہی مجلس میں کئی قسمیں کھائی جائیں تو کتنی قسمیں منعقد ہوگی؟

(۲۳) نماز نہ پڑھنے یا روزہ نہ رکھنے کی قسم کھائے تو کیا حکم ہے؟

(۲۴) کن الفاظ سے قسم منعقد ہوگی، اور کن سے نہیں؟ نکتہ وار ۱۰/۱۰ لکھیں۔

نذر اور احکام

نذر و نیاز

نذر کے لغوی معنی: کسی چیز کو واجب اور لازم کر لینے کے ہیں۔

اور شریعت کی اصطلاح میں: جس صدقہ اور عمل کو اللہ پاک نے اپنے بندوں پر لازم نہ کیا ہو، ازخود اپنے اوپر لازم کرنے کے لیے عہد و پیمان کو عربی زبان میں نذر، فارسی میں نیاز، اور اردو میں منّت ماننا، اور سندھی میں باس باس کہا جاتا ہے۔

نذر کا مقصد

کسی بھی قسم کے صدقہ وخیرات، یا نذر و نیاز کا مقصد یہ ہے کہ جس کے نام پر خرچ کیا جائے، وہ خرچ کرنے والے کی کوئی حاجت پوری کرے یا مشکل حل کرے، وہ اس سے راضی اور خوش ہو، اس کے مال و دولت کھیتی باڑی میں برکت ڈالے، اس سے تمام نقصانات کو دور کر دے، اگر ان کے نام کی نذر و نیاز ادا نہ کی گئی تو وہ ان سے ناراض ہو کر اس کے کاروبار، کھیتی باڑی، مویشیوں وغیرہ کو تباہ کر دیں گے، بچے بیمار پڑ جائیں گے وغیرہ، مثلاً گیارہویں کی نیاز، امام جعفر کے کونڈے، شہیدوں کے نام کی سبیل، شاہ مدار کا مرغا، بری امام کا بکرا، حاجی غائب کی چادر، (حیدرآباد دکن میں بی بی سگٹ کی کہانی، سیّدوں کی کہانی) وغیرہ۔

نذر ایک قسم کا عہد ہے

نذر درحقیقت خیر اور نیکی کا ایک عہد ہے اگر یہ عہد خلافِ شریعت نہ تو اس کا پورا کرنا

فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ [1]

’’اے ایمان والو! عقدوں (یعنی عہدوں) کو پورا کرو۔

’’عقود‘‘ عقد کی جمع ہے جس کی لفظی معنی گرہ لگانے اور باندھنے کی ہے، اس کا اطلاق اس پختہ وعدہ پر ہوتا ہے جو دو شخصوں کے درمیان طے پائے، خواہ عقد نکاح ہو یا لین دین کا کوئی عقد ہو، یہاں اس سے مراد ہر قسم کے معاہدے ہیں خواہ وہ انسان اور اس کے خالق ومالک کے درمیان ہو، یا لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کے درمیان ہو اس میں اقرار وقسم، نذر، عقدِ نکاح، عقدِ شراکت، عقدِ مضاربت، بیع وشراء، ملک، قوم اور لوگوں کے باہمی عہد وپیمان اور وہ عہد ومیثاق جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ہوں سب داخل ہیں اور ان سب کو پورا کرنے کا ہمیں حکم ہے۔

عہد چھوٹا ہو یا بڑا پورا کرنا ضروری ہے!

خلاصہ یہ کہ نذر ایک قسم کا عہد ہے اور ہر عہد خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے یہاں باز پرس ہوگی، اللہ تعالیٰ سچے نیکوکاروں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ [2]

’’اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں‘‘۔

---

[1] سورہ مائدہ:۱

[2] سورہ بقرہ:۱۷۷

اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولاً [۱]

''اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہوگی''۔

وعدہ اور عہد پورا نہ کرنا منافقوں کی عادت اور نفاق کی علامت ہے!

وعدہ اور عہد پورا نہ کرنا منافقین کا شیوہ اور نفاق کی علامت ہے۔

قرآن مجید میں منافقین کے بارے میں ارشاد ہے:

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ ۝ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَأَنَّ اللهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ [۲]

''اور ان (منافقین) میں سے بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے (مال کی فراوانی) عطا فرمائے تو ہم ضرور صدقہ وخیرات کیا کریں گے اور ہم (اس مال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق پورا کریں گے) اور نیکوکاروں میں سے ہوجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جب ان کو اپنے فضل سے (مال ودولت) عطا فرمایا تو اس میں وہ بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد اور وعدے سے) منہ پھیرنے لگے، اور وہ تو (عادتاً) روگردانی کرنے والے ہیں۔ تو (ان کی اس بدعہدی

[۱] سورۃ اسراء: ۳۴

[۲] سورۃ توبہ: ۷۵/۷۸

اور وعدہ خلافی کی عادت کا) نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں نفاق کو پختہ کردیا جو (ان کے دلوں میں) اللہ تعالیٰ سے ملنے کے دن تک (قائم) رہے گا، یہ (سزا ان کو) اس لیے ملی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا اس لیے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے"۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ بدعہدی، وعدۂ خلافی جھوٹ اور نفاق کا سرمایہ ہے، اور ایسے خبیث جرائم ہیں کہ ان کی نحوست سے آدمی کا ضمیر اس طرح برباد ہوجاتا ہے کہ وہ بالآخر توبہ کی توفیق سے بھی محروم ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے آمین۔

نذروں کو پورا کرنا جنتیوں کی صفت ہے

نیکوکاروں اور جنّتیوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا [1]

"جو اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی شر (اور آفت) ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی"۔

اس آیت کریمہ میں اہل جنّت کے عظیم انعامات کا سبب نذروں کو پورا کرنا قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ ان نذروں کے پورا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں جو انہوں نے خود اپنے اوپر لازم کئے ہوں تو ان نیکیوں، واجبات اور فرائض کو تو زیادہ ہمت اور حسن وخوبی کے ساتھ ادا کریں گے جو ان کے خالق و مالک نے ان پر واجب کئے ہیں۔

[1] سورۂ دہر:۷

نذر ومنّت عبادت ہے، اور یہ اللہ ہی کے لیے مانی جائے گی!

اوپر والی آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نذر کسی نیک کام اور عبادت کی مانی جاتی ہے مثلاً نوافل، نفلی روزے، نفلی صدقات، ظاہر ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق خواہ فرشتہ ہو یا نبی، خواہ وہ اللہ کا ولی ہو یا اور کوئی سب کی نذر ومنّت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ [1]

”اورتم جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو (تھوڑا یا بہت، پوشیدہ یا ظاہر، نیک کاموں میں ہو یا برے کاموں میں) یا کوئی نذر مانتے ہو تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کو خوب جانتا ہے (اور وہ ہر کسی کو اپنے کئے کے موافق پورا پورا انعام یا سزا دے گا) ظالموں اور بے جا کام کرنے والوں کا (قیامت میں) کوئی مددگار نہ ہوگا“۔

حضرت مریم علیہ السلام کے بطن سے جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور ان کو کچھ تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو تسلی دی گئی اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں تو ان سے کہا کریں کہ:

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا [2]

”میں نے رحمٰن کے لیے روزے کی نذر مانی ہے“۔

خلاصہ یہ کہ نذر ایک عبادت ہے یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مانی جاتی

---

[1] سورۂ بقرۃ: ۲۷۰

[2] سورۂ مریم: ۲۶

ہے، کسی بھی مخلوق کی نذر ومنّت ماننا ناجائز اور حرام ہے۔

صدقہ وخیرات، نذر ونیاز، چڑھاوے، اور بھینٹ میں فرق:

صدقہ وخیرات اور نذر ونیاز اس مالی عبادت کو کہا جاتا ہے، جو کوئی آدمی اپنی دنیا وآخرت کی کوئی مراد پوری کرنے کے لیے اللہ کے دیئے ہوئے مال سے کچھ حصّہ غریبوں مسکینوں پر خرچ کرے جو اس پر لازم نہ تھی، خود بندے نے اس پر لازم کی ہے۔

اس کے برخلاف بت خانے، آتش کدے یا آستانے اور کسی درگاہ یا ایسی جگہ جہاں غیر اللہ سے مرادیں مانگی جائیں، ان کے نام میلا لگایا جائے، صدقہ وخیرات کیا جائے، ان کے نام پر قربانی کی جائے، چڑھاوا اور بھینٹ کہلاتا ہے۔

نذر کا رکن

حنفیہ کے نزدیک نذر کا رکن ایک ہی ہے، اور وہ ہے زبان سے صیغہ نذر کو ادا کرنا۔

نذر کی شرطیں

(۱) نذر ماننے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ اور مسلمان ہو، پاگل، یا ناسمجھ بچہ یا کافر کی نذر کا اعتبار نہ ہوگا۔ (۲) نذر مانی ہوئی چیز کا شرعاً وجود ہو۔ (۳) وہ عبادت اور اللہ سے تقرب کا ذریعہ ہو۔ (۴) وہ عبادت مقصودہ میں سے ہو۔ (۵) نذر مانتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں ہو۔ (۶) وہ پہلے ہی سے فرض عین یا فرض کفایہ، یا واجب عین یا واجب کفایہ نہ ہو۔ (۷) جس کی منت مانی ہے وہ خود گناہ کی بات نہ ہو۔

حکم کے اعتبار سے نذر کی چار صورتیں

اصولی طور پر نذر کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے، لیکن اس کا تعلق اس بات سے بھی ہے کہ جس فعل کی نذر مانی گئی ہے وہ فعل شریعت میں مطلوب ہے یا مذموم؟ اس اعتبار سے اہل علم نے نذر کی چار صورتیں کی ہیں:

۱) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی قبیل سے ہو جیسے: نماز، روزہ وغیرہ تو ایسی نذر کو پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے۔

۲) جس چیز کی نذر مانی گئی ہو وہ معصیت ہو جیسے: شراب پینے کی نذر، ایسی نذر کو پورا کرنا حرام اور ترک کرنا واجب ہے اور اس پر امّت کا اجماع ہے، البتہ جیسا کہ اس سے پہلے مذکور ہوا، اس صورت میں کفارۂ قسم ادا کرنا واجب ہوتا ہے، آج کل میلاد منعقد کرنے کی نذر مانتے ہیں یہ سب اسی حکم میں ہے اور اس کو پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ کفّارۂ قسم ادا کر دینا چاہیے اور آیندہ ایسی نذر سے توبہ کرنا چاہیے۔

۳) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو مکروہ ہو تو اس کو پورا کرنا بھی مکروہ ہے۔

۴) ایسی چیز کی نذر مانی گئی ہو جو محض مباح ہے جیسے: کھانا پینا، تو اس سے نذر منعقد نہیں ہوتی، چاہے تو اسے کرے یا چھوڑ دے۔ [1]

غیر اللہ کی نذر کا حکم از روئے قرآن

غیر اللہ کے لیے کی گئی نذر و نیاز شرک ہے۔

[1] قاموس الفقہ: ۵/ ۱۸۳

غیراللہ کی نذرونیاز کھانا حرام ہے۔ [۱]

زمین کی پیداوار اور جانوروں کو غیراللہ کی نذر کرنا شرک ہے۔ [۲]

غیراللہ کے نام پر جانور قربان کرنا شرک ہے۔ [۳]

غیراللہ کی عبادت گاہ (مزار، آستانہ وغیرہ) پر جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ [۴]

غیراللہ کی نذر کا حکم از روئے حدیث

قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا منع ہے۔ [۵]

غیراللہ کی نذرونیاز کے لیے ذبح کرنے والا ملعون ہے۔ [۶]

جنون کے لیے ذبح کرنا حرام ہے۔ (بیہقی: کتاب الضحایا) [۷]

غیراللہ کی عبادت گاہ پر نذر پورا کرنا حرام ہے۔

غیراللہ کی نذر کا حکم از روئے فقہ

واعلم أن النذر اللذی یقع للأموات من اکثر العوام ....فهو بالاجماع باطل وحرام. [۸]

---

[۱] سورۃ بقرۃ: ۱۷۳

[۲] سورۃ أنعام: ۱۳۶

[۳] سورۃ أنعام: ۱۶۳

[۴] سورۃ مائدہ: ۳

[۵] ابوداؤد، کتاب الجنائز: حدیث نمبر ۳۲۲۲

[۶] مسلم شریف: حدیث نمبر ۱۹۷۸

[۷] بیہقی، کتاب الضحایا: حدیث نمبر ۱۹۳۵۲

[۸] حاشیۃ الطحطاوی: ۶۹۳

جاننا چاہیے کہ اکثرعوام کی طرف سے مردوں کے نام کی جو نذر و منت مانی جاتی ہے ،اور اولیاء کرام کی قبروں پر روپے، پیسے، موم بتیاں، اور تیل وغیرہً مرگوں کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے جولایا جاتا ہے، وہ بالاتفاق باطل اور حرام ہے۔

باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ:

غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز کرنا باطل اور حرام ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں: (۱) ایک یہ ہے کہ یہ نذر مخلوق کے لیے ہے، اور مخلوق کے لیے نذر ماننا جائز نہیں، اس لیے کہ نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت نہیں ہوتی۔ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کے لیے منّت مانی گئی ہے وہ مردہ ہے، اور مردہ کو مالک بنانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر ماننے والے کا خیال یہ ہے کہ اللہ کے سوا مردہ بزرگ بھی کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ کفر ہے۔

(باطل وحرام) لوجوه: منها أنه نذر لمخلوق [1]

علامہ طحطاویؒ

علامہ طحطاویؒ لکھتے ہیں کہ ایسی اشیاء کا کھانا مضطرین کے سوا اور کسی کے لیے روا نہیں، کسی شریف منصب کے لیے، کسی اچھے خاندان والے کے لیے، اور کسی صاحبِ علم کے لیے اس کے علم کی عزّت کی باعث یہ کھانا جائز نہ ہوگا۔[۲]

ابوالعلا امجد علی صاحب اعظمی لکھتے ہیں:

مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے، یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے، یا گیارہویں کی نیاز دلانے، یا غوثِ اعظم کا توشہ، یا شاہ عبدالحقؒ کا نوشہ کرنے، یا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی: ۶۹۳

حضرت جلال بخاری کا کونڈا کرنے ، یا محرم کی نیاز ، یا شربت ، یا سبیل لگانے ، یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں ،مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے، ہاں !البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اس کے ساتھ نہ ملائے ،مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہوتا ہے جس میں کنبہ اور رشتے کی عورتیں اکٹھا ہوکر گاتی بجاتی ہیں کہ یہ حرام ہے، یا چادر چڑھانے کے لیے بعض لوگ تاشے، باجے کے ساتھ جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے ۔ یا مسجد میں چراغ جلانے میں بعض آٹے کا چراغ جلاتے ہیں، یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے، مٹی کا چراغ کافی ہے ،اور گھی کی بھی ضرورت نہیں مقصود روشنی ہے، وہ تیل سے حاصل ہے، رہا یہ کہ میلاد شریف میں فرش وروشنی کا اچھا انتظام کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا ، یا لوگوں کو ملاوا دینا، اوراس کے لیے تاریخ مقرر کرنا ،اور پڑھنے والوں کا خوش الحانی سے پڑھنا، یہ باتیں جائز ہیں البتہ غلط اور جھوٹی روایتوں کا پڑھنا غلط ہے، منع ہے الخ①

امداد الفتاویٰ کی عمدہ تفصیل

اگر اس نذر سے، یا بدون نذر کے اس ذبح سے نیت تقرب لغیر اللہ کی ہو، تو یہ ذبیحہ حرام رہے گا، اگر چہ اس کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو، اگر نذر اللہ کے لیے ہو اور بزرگ کا ذکر بیان مصرف کے لیے ہو وہ جائز ہے، یہ نذر تقرب الی اللہ تھی یا لغیر اللہ؟ اس کا اندازہ اور فیصلہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ناذر کو یہ مشورہ دیا جائے کہ تم ان بزرگ کے خادموں کے علاوہ دوسرے مساکین کو جن کا مزار یا صاحبِ مزار سے کوئی تعلق نہ ہو دے کر ان بزرگ کو ثواب بخش دو، یا بجائے مرغ ذبح کرنے کے بازار سے گوشت خرید کر اس کا کھانا پکالو، اوراس سے زیادہ صاف امتحان یہ کہ یہ کہا جائے کہ ان کو ثواب ہی مت بخشو ، پھر یا تو اپنے اموات کو بخش دو، یا کسی کو بھی مت بخشو، اور خود بھی مت رکھو، یا اس کو تبرک نہ

سمجھو، کیوں کہ اس میں برکت ہوجانے کی کوئی دلیل نہیں ،اگر اس پر خوشی سے راضی ہوجائیں توسمجھا جائے گا کہ خود ان سے تقرب مقصود نہیں ان کا ذکر بیان مصرف کے لیے تھا ،جس میں مقامی اور غیر مقامی مساکین سب برابر ہیں ،اور اگر اس پر راضی نہ ہوں بلکہ ان ہی تخصصات پر اصرار ہو کہ ذبح بھی ہو اور ان ہی بزرگ کے تعلق والوں کو دیا جائے ،اور خود کھانے کو موجب برکت سمجھا جائے ،اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ان تخصیصات کے خلاف کرنے سے کسی مضرت کا اندیشہ ہو تو یہ سب علامات ہیں فساد عقیدہ کی ،اس حالت میں یہ فعل مطلقاً ناجائز ہوگا ،جس میں مقتدی وغیر مقتدی سب برابر ہیں ،البتہ جواز کی کسی صورت میں اگر ابہام ہو تو اس میں مقتدا کو احتیاط کا مشورہ دیا جائے گا۔[1]

خیر خواہانِ نصیحت

انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے محبّت ہمارے ایمان کا حصّہ ہے ،ان کی زندگیاں (مستند کتابوں سے) خوب پڑھی جانی چاہیے ،زندگی میں ان کی جانی اور مالی خدمت کریں ،انہوں نے جو دینی محنتیں کی اور کر رہے ہیں اس کا حصّہ بننا چاہیے ان کے مشن کو آگے بڑھانا چاہیے ،حضرت غوث اعظمؒ ہوں یا خواجہ اجمیر ،انہوں نے توحید وسنّت کی دعوت دی ،ان کی تعلیمات ان کی طرف منسوب کتابوں میں موجود ہیں ،غریبوں کو کپڑا پہنا کر انہیں ثواب پہنچایئے ،قبر پر مہنگی چادر چڑھانے کا کیا فائدہ؟ اپنے خاندان اور ملک میں محبّت اور صلہ رحمی کی فضا مہکایئے ،قبرستان اور چلّوں پر پھول ڈالنے کا کیا فائدہ؟ کیا یہ اسلام ہے کہ ہماری مسجدیں ویران ہوں اور درگاہیں آباد اور روشن ہوں ،وہ شریعت پر

---

[1] امداد الفتاوی: ۵/۵۳۰

اچھّی طرح چل کر ولی بن گئے اور ہم جہالت پر رہ کر ان کے مرید رہنا چاہتے ہیں، واقعی آپ شوق یا رواج پورا نہیں کرنا چاہتے بلکہ آپ اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہیں، اور آخرت کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ثواب پہنچانے کا وہی طریقہ اپنانا چاہیے جو شریعت نے سکھلایا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔

غلط نذر کا حکم

بعض حضرات مکروہ بدعت کی نذر مان لیتے ہیں، مثلاً اپنے بیٹے کو امام حسین کا فقیر بنانا، کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، مزار پر غلاف بھیجنا، سید یا پیر کی گائے مانی جائے، یا اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منّت وغیرہ، یہ سب غلط اور حرام ہے۔

من نذر بمعصية لم يصح وفاءه به.

نذر کی قسمیں اور حکم

نذر کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: نذر مطلق، اور نذر معلق۔

نذر مطلق:

نذر مطلق وہ نذر ہے جو کسی شرط پر معلق نہ ہو جیسے کہا مجھ پر اللہ تعالیٰ کے واسطہ ایک سال کے روزے واجب ہیں یا ہزار رکعتیں نوافل واجب ہیں، اور اس کو کسی شرط پر معلق نہیں کیا، اس کو نذر منجز اور نذر مرسل بھی کہا جاتا ہے۔

نذر معلق:

نذر معلق وہ نذر ہے: جو کسی شرط پر معلق ہو اس کی پھر دو قسمیں: ایک یہ ہے کہ ایسی شرط پر معلق ہو کہ ناذر اس شرط کے وجود کی امید و تمنّا کرتا ہے یعنی جلب منفعت یا دفع

مضرّت کے قبیل سے کوئی شرط ہو، مثلاً کہا اگر اللہ نے میرے مریض کو شفاء دی یا میرے غائب کولوٹا دیا، یا میرے دشمن کو مار دیا تو میں ایک سال کا روزہ رکھوں گا یا حج کروں گا اس نذر کو ''نذر تردد'' کہتے ہیں۔دوسرے یہ کہ: ایسی شرط ہو کہ ناذر اس کے وقوع کو نہیں چاہتا ہے مثلاً اس نے غصّہ میں کہہ دیا کہ ''اگر میں فلاں سے بات کروں تو مجھ پر دس ہزار روپیہ صدقہ'' حالانکہ وہ چاہتا ہے کہ اس سے بات کرے، اس نذر کو ''نذر لجاج'' کہا جاتا ہے۔

ان میں پہلی دو قسموں میں یعنی نذر مطلق اور نذر تردد میں منذور بہ (یعنی جس کی نذر مانی ہو مثلاً روزہ وغیرہ) کا بعینہ ادا کرنا ضروری ہے اس میں کوئی کفارہ کافی نہ ہوگا، اور آخری قسم یعنی نذر لجاج میں ناذر کو اختیار ہے کہ وجود شرط کے بغیر خواہ منذور بہ کو ادا کرے یا قسم کا کفارہ دے۔

ما اھل لغیر اللہ کی تفسیر

بت پرستی اصل میں وہ اولیاء پرستی ہی تھی، مشرکین مکّہ کے بت اولیاء کے نام اور ان کی صورتوں پر ہی مشتمل تھے، قرآن نے صاف جس کا ردّ کیا ہے، اولیاء کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس طرح مشرکین مکّہ اپنے بزرگوں کے ناموں اور مورتیوں پر مبنی بتوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے تھے، ان کی تقلید میں آج کے بعض مسلمان بھی بزرگوں سے منسوب کر کے جانور چھوڑ دیتے ہیں۔

یہ نامزد جانور عام جانوروں کی طرح نہیں ہوتے، بلکہ ان لوگوں کے نزدیک وہ بڑی ''حرمت'' والے ہوتے ہیں، وہ جس کھیت میں گھس جائیں، اس کے مالک کے خیال میں اس کے ''وارے نیارے'' ہو جاتیں ہیں، وہ جدھر چاہیں جائیں، کوئی روک ٹوک نہیں

ہوتی، ان سے کوئی کام بھی نہیں لیا جاتا، ان کی اپنی ایک پہچان ہوتی ہے، لوگ جانتے ہیں کہ یہ فلاں درگاہ یا فلاں مزار کا جانور ہے۔

کیا فرق ہے کہ کسی جانور کو اساف، نائلہ، منات وغیرہ سے موسوم کردیا جائے، اور اسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام کا نام دے دیا جائے، یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ اونٹ اور گائے اجمیر کی ''چھٹی شریف'' کے لیے مختص ہے، یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ گیارہویں کا بکرا ہے، یا یہ فلاں کی منّت اور نیاز ہے؟۔

خوب یاد رکھّیں! غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر جانور ذبح کرنا شرک وکفر ہے، ایسے جانوروں اور ایسی اشیاء کو کھانا حرام ہے، یہ جانور اور یہ روپیہ اللہ کی عطا ہے، اللہ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صرف ہوں۔

قل إنَّ صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله ربّ العالمين ، لاشريك له وبذلك أمرت وانا أوّل المسلمين. [1]

یہی نہیں بلکہ عبادات کے تمام انواع جیسے دعاء وپکار اور التجاء، محبّت، خوف، امید ورجاء، توکّل وبھروسہ، رغبت ورہبت، خشوع وخضوع، رجوع وانابت، استعانت واستغاثہ، ذبح اور نذر ونیاز خالص اللہ کے لیے بجالانی چاہیے، ان میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا شرک ہے۔

اچھّی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ کسی جانور یا کسی اور چیز کو غیر اللہ کے لیے نامزد کیا جائے، خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ پکارا جائے، تب بھی حرام ہے، بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت تو ''بسم اللہ'' کہا جارہا ہے اس وقت تو نام میں شرکت نہیں

[1] سورۃ انعام: ۱۶۲

ہے، یہ دھوکہ ہے۔ مفسّرین نے صراحت کی ہے کہ یہ قسم بھی ''ما اھلّ لغیر اللہ'' کے تحت داخل ہے۔ (مستفاد: غلام مصطفٰی ظہیر امین پوری کی تحریر)

اس سلسلہ میں قرآن وحدیث اور فقہ کی بڑی کتابوں میں صراحت کے ساتھ جزئیات موجود ہیں، ذیل میں فقط ۴/ اکابر کے فتاوے، تفسیر نقل کیے جارہے ہیں۔

(۱) حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو جانور کہ نذر لغیر اللہ اور تقرسب الی غیر اللہ کی نیت سے ذبح کیا جائے، اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جائے وہ حرام اور مردہ ہے۔

(۲) حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسی جانور کو تقرب الی غیر اللہ کے لیے ذبح کیا جائے یعنی اس کا خون بہانے سے غیر اللہ کا تقرّب مقصود ہو، لیکن بوقت ذبح اس پر اللہ کا نام لیا جائے یہ صورت بالاتفاق فقہاء کے نزدیک حرام ہے۔

(۳) حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم رقمطراز ہیں کہ ''ما اہلّ لغیر اللہ'' اس کی دو صورتیں ہیں:

۱) ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔

۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا گیا، صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی وہ جانور حرام ہی ہوگا، سوائے اس کے کہ ذبح کرنے سے پہلے اس شخص نے توبہ کرلی ہو۔ [1]

(۴) حضرت عبد الماجد دریابادیؒ تفسیر ماجدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس جانور کو بہ طریق تعظیم وعبادت یا قصد وتقرّب کسی مخلوق کے لیے نامزد کیا جائے اور نیت کسی مخلوق کی

---

[1] آسان تفسیر قرآن مجید: ۱/۱۶۹

نذر ونیاز یا بھینٹ کی کرلی جائے وہ حرام ہوجاتا ہے، خواہ ذبح کے وقت بسم اللہ بھی کیوں نہ پڑھے، شیخ سدّو کے نام کے بکرے اور اس قبیل کی تمام چیزیں اسی حکم کے تحت میں آجاتی ہیں۔

نیز جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیّت سے کیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے، اور ہماری کارروائی کریں گے جیسا کہ عام جاہلوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس نیّت سے بکرا، مرغا وغیرہ مقرّر کردیتے ہیں وہ حرام ہوجاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہو؛ البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کرلے پھر حلال ہوجاتا ہے، بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے اگر کسی حاکم یا سردار کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے وہ بھی حرام ہوجائے گا، اگرچہ اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو۔

نوٹ: اوپر کی گفتگو سے ما اھل لغیر اللہ کی دو صورتیں معلوم ہوئیں۔

۱) ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۲) جانور کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا ہو، اور ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

ان دونوں صورتوں میں وہ جانور حرام ہی ہوگا۔

(۱) لیکن اگر کسی شخص نے ایسی نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو ''اے اللہ تیرے لیے یہ نذر مانتا ہوں کہ فلاں بزرگ کے فقیروں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤں گا، یا ان کی مسجدوں کے لیے چٹائی خرید کر وقف کروں گا، تو اس قسم کی نذر جس میں غریبوں کا نفع اور اللہ کے لیے نذر ہو، بزرگ کا ذکر صرف اشیاء نذر کا مصرف بتانے کے لیے ہو کہ ان بزرگ کی خانقاہ یا مسجد یا درگاہ جو مستحق ہے ان پر خرچ کروں گا تو اس قسم کی نذر جائز ہے، اور مسجد کے لیے چٹائی والی نذر کو پورا کرنا واجب نہیں ہے کہ عبادتِ مقصودہ نہیں ہے۔

(۲)اسی طرح اگر کسی شخص نے یہ منّت مانی کہ فلاں بزرگ کی درگاہ کے لیے پانچ سو روپے دوں گا، اور بزرگ کی تعظیم واحترام وتقرّب کا ارادہ نہ ہو تو یہ صورت بھی جائز ہوگی ۔

(۳)اسی طرح کسی نے کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو فلاں بزرگ پر تصدّق کروں گا، اور وہ بزرگ زندہ ہیں، اللہ کے لیے ہی نذر تھی بس تصرّف ومصرف زندہ بزرگ ہیں تو یہ بھی جائز ہوگی۔ (مزید تفصیل کے لیے: حضرت مولانا حبیب الرّحمن اعظمیؒ کا رسالہ ملاحظہ فرمائیں: احکام النّذر لأولیاء اللہ وتفسیر ما اھل بہ لغیر اللہ۔)

مزارات پر کھانا، پینا، اور تقسیم کرنا

مزارات اور درباروں پر جو کھانے پینے کا سامان اور دیگر اشیاء لاتے ہیں، اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ نیاز ان ہی بزرگوں کے نام کی ہو، یعنی اس سے ان بزرگوں کا تقرّب مقصود ہو تو یہ حرام ہے، اس کا کھانا حرام ہے، کیوں کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے۔ اور اگر یہ نیاز اللہ کی رضا کے لیے ہو، صرف اس کا ثواب بزرگوں یا فوت شدگان کو پہنچایا جائے تو اس کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

۱)اس کے لیے کوئی تاریخ ہمیشہ کے لیے مقرّر نہ کی جائے یعنی کسی دن کی تخصیص نہ کی جائے۔

۲)اس کو لازم اور واجب نہ سمجھا جائے، اور نہ کرنے والوں پر لعن طعن نہ کی جائے ۔

۳) نذر مانی گئی ہو تو جو کھانا کھلانا ہو وہ صرف فقراء کو کھلائے ، مال داروں کو نہ

کھلائے۔

۴) قرض لے کر اپنی وسعت سے زیادہ خرچ نہ کرے۔

۵) اور بھی کوئی خلافِ شرع کام اس کے ساتھ نہ ملائے۔

۶) جن دنوں میں اہلِ بدعت وغیرہ کا شعار ہو ان دنوں میں بھی نہ کیا جائے۔

مذکورہ شرائط کے ساتھ نیاز جائز ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں اس کے جو طریقے رائج ہیں ان میں مذکورہ شرائط کی رعایت نہیں کی جاتی، اور اس میں دیگر بھی کئی مفاسد شامل ہو گئے ہیں، لہٰذا اس کے کھانے اور تقسیم کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور ان کا حل، امداد المفتیین)

بہرحال مزاروں پر جو اشیاء تقسیم ہوتی ہیں، ان میں نذر لغیر اللہ کا احتمال بھی ہے؛ اس لیے اسے کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے، اور خود بھی تقسیم نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (فتوی نمبر: 144112201048 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

مندروں اور مزاروں پر چھوڑے جانے والے جانور

جو گائیں، بھینسیں یا کوئی بھی جانور دیوی شوالہ، دیوتا کے نام پر چھوڑتے ہیں، پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے، اس کو مندر کے پجاری فروخت کرتے ہیں، اس حوالے سے مفتی شبیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

کہ ایسے جانور ''ما اھلّ لغیر اللہ'' میں داخل نہیں ہے، بلکہ بحیرہ اور سائبہ میں داخل ہے کہ محض بتوں اور مزارات کے نام پر چھوڑ دینے سے اس طرح کے جانوروں میں حلّت

وحرمت سرایت نہیں کرتی ہے، اور نہ ہی وہ مالک کی ملکیت سے خارج ہوتے ہیں، لہٰذا جب مالک سے خرید کر قربانی کی جائے یا مالک کے موہوب لہ سے خرید کر قربانی کی جائے تو شرعاً ان جانوروں کی قربانی جائز اور صحیح ہوجائے گی۔

اور اگر عرف میں مندر کے پجاریوں اور مزارات کے مجاوروں کے لیے ہبہ نہیں ہوتے تو مالک غیر کے تعلق ہونے کی وجہ سے پجاریوں اور مجاوروں سے خرید کر قربانی جائز نہیں ہوگی۔ [۱]

مندر کے چڑھاوے کے ناریل

مندر پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں وہ اگر بتوں کے لیے چڑھائے جائیں تو اس سے وہ چڑھاوا اصل مالک کی ملکیت سے نہیں نکلتا، لہٰذا مندر کے پجاری سے اس کو خریدنے سے خریدنے والا اس کا مالک نہیں بنے گا، اور اگر چڑھاوے کے ناریل وغیرہ کے چڑھانے والے کی غرض مندر پر چڑھاوے سے مندر کے پجاری کو دینا ہو جیسا کہ غلاب یہی ہے، تو اس صورت میں مجاور پجاری کے قبضہ کرنے سے وہ چیز اس کی ملکیت میں آجاتی ہے، اس کے بعد ان سے وہ چیز خریدنا جائز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ان سے ناریل خرید کر اس کا تیل نکال کر اسے فروخت کرتا ہے تو یہ جائز ہے، اور اس سے تیل خرید کر استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ [۲]

عبادت مقصودہ کیا ہے؟

---

[۱] مستفاد فتاوی عبدالحئی: ۲/ ۹۰، امداد الفتاوی: ۵/ ۳۵۹

[۲] فتاوی محمودیہ: ۱۶/ ۷۰، فتاوی دار العلوم: ۱۴/ ۳۰۴، بنوریہ ٹاؤن

یہ بات گزر چکی ہے کہ صحت نذر کے لیے ضروری ہے کہ منذور بہ (جس کی منّت مانی جائے) عبادت مقصودہ ہو اور اس کے جنس میں میں سے کوئی فرد واجب ہو، ورنہ نذر منعقد نہ ہوگی۔

لہٰذا (۱) پس اگر کھانے، یا پینے، یا بیوی سے جماع وغیرہ کی نذر مانی تو یہ نذر منعقد نہ ہوگی، کیوں کہ ان چیزوں میں عبادت کا وصف نہیں ہے، یہ محض مباح ہیں۔

(۲) اسی طرح تبلیغ میں جانے، یا مریض کے عیادت کرنے، یا جنازہ کے پیچھے چلنے، یا وضو یا غسل کرنے، یا مسجد میں داخل ہونے، یا قرآن کو چھونے، یا اذان دینے، یا مسجد یا مدرسہ کو تعمیر کرنے، یا رفاہ عام کے لیے مسافر خانہ وغیرہ بنانے کی نذر مانی، تو ان تمام صورتوں میں بھی نذر منعقد نہ ہوگی، کیوں کہ یہ سب چیزیں اگرچہ قرابت اور ثواب کی ہیں اور ان میں عبادت کا وصف موجود ہے لیکن وہ عبادت ''عبادت مقصودہ'' نہیں ہے، لہٰذا ایسی نذر کا ایفاء واجب نہیں، محض جائز ہے۔

(۳) اور اگر نماز پڑھنے، یا صدقہ کرنے، یا قربانی کرنے، یا حج یا عمرہ کرنے، یا اعتکاف کرنے، یا درود شریف پڑھنے، وغیرہ کی نذر مانی تو منعقد ہو جائے گی، کیوں کہ یہ تمام عبادت مقصودہ ہیں اور ان کی جنس میں سے فرض یا واجب موجود ہے پس ایسی نذر کا ایفاء واجب ہے۔

لیکن اگر ایامِ اضحیہ اور عقیقہ کے علاوہ جانور ذبح کرنے کی منّت مانی تو یہ درست نہیں، مثلاً کہا اگر میں صحت مند ہو گیا تو میرے ذمہ ایک بکری ذبح کرنا ہے، یا میں بکری ذبح کروں گا تو یہ منّت درست نہیں، مگر یہ کہ صدقہ کی بات کہے یعنی یوں کہے کہ ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کروں گا تو اب درست ہے، کیوں کہ اراقۃِ دم یعنی نفس ذبح کرنا یہ صرف

اضحیہ اورعقیقہ میں ہی خلافِ قیاس عبادت ہے اس کے علاوہ میں عبادت نہیں، پس جب وہ عبادت نہیں تو اس کی منت ماننا درست نہ ہوگا۔

(۴) اور اگر تسبیح پڑھنے کی نذر مانی تو منعقد نہ ہوگی کیوں کہ تسبیح اگر چہ عبادت مقصودہ ہے مگر اس کی جنس میں سے کوئی واجب نہیں ہے۔البتہ اگر نماز کے بعد کی تسبیح کی نذر مانی تو نذر منعقد ہو جائے گی،اور واجب الاداء ہوگی، کیوں کہ نماز کے بعد کی تسبیح تغلیباً تحمید وتکبیر کو بھی شامل ہے اور تحمید نماز میں سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں فرض ہے اور تکبیر ابتداء نماز میں فرض ہے۔

فائدہ

اگر کسی نے پیدل حج کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے اور اس پر لازم ہے کہ حج شروع کرنے کے بعد جب تک طواف زیارت نہ کرلے سوار نہ ہو کیوں کہ پیدل حج کرنا بوجہ مشقت کے ثواب میں زیادتی کا موجب ہے تو گویا اس نے صفت کمال کے ساتھ حج کی نذر مانی ہے پس وہ نذر معتبر ہوگی جیسا کہ مسلسل روزے کی نذر مانے تو وہ نذر معتبر ہے۔

یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیدل چلنے کی یہ نذر کیسے معتبر ہوگی جب کہ صحت نذر کے لیے جہاں منذور بہ کا عبادت مقصودہ ہونا ضروری ہے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہو یعنی اس کی جنس میں سے واجب یا فرض پایا جائے حالاں کہ یہاں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، تو جواب یہ ہے کہ یہاں نظیر موجود ہے وہ یہ کہ اہل مکہ اور ان کے اردگرد لوگوں پر وجوب حج کے لیے راحلہ کی شرط نہیں ہے، بلکہ ان میں جو بھی شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، پس جب پیدل چلنا صفت کمال ہے اور اس کی نظیر بھی موجود ہے تو اس کی نذر ماننا معتبر ہوگا۔پھر اگر ناذر نے سوار ہو کر حج کیا تو نقص

کی وجہ سے اس پر کم از کم ایک بکری بطور دم حرم میں ذبح کرنا واجب ہوگا۔

فائدہ (۱)

مسجد کی بناء کی نذر صحیح نہیں (جیسا کہ گذرا) لیکن وقف للفقراء کے لیے کوئی عمارت وغیرہ کی نذر مانی تو صحیح ہے، کیوں کہ مسجد کی بناء عبادت مقصودہ نہیں ہے، اور وقف للفقراء عبادت مقصودہ ہے اور اس کے جنس یعنی وقف میں سے بناء مسجد واجب ہے، پس وقف للفقراء عبادت مقصودہ ہے مگر واجب نہیں، اور بناء مسجد واجب ہے مگر عبادت مقصودہ نہیں، اور نذر کی صحت کے لیے شرط ہے کہ منذور عبادت مقصودہ ہو اور اس کی جنس میں سے کوئی فرد واجب ہو، اور یہ شرط وقف للفقراء میں موجود ہے مگر بناء مسجد میں مفقود ہے، لہٰذا وقف مسجد کی نذر صحیح نہیں اور وقف للفقراء کی صحیح ہے۔

فائدہ (۲)

اگر کسی نے صرف اتنا کہا: میں نذر (منّت) مانتا ہوں اور اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا اور نہ اس شخص کی کوئی مخصوص نیّت ہے تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا، اور اگر مطلق روزوں کی نذر مانی یعنی تعداد کا ذکر نہیں کیا تو تین روزے لازم ہوں گے، اور اگر مطلق صدقہ کی نذر مانی تو اطعام عشرۃ مساکین واجب ہوگا یعنی مقدار صدقۃ الفطر سے دس گنا زیادہ یا اس کی قیمت کے برابر نقد روپیہ یا کوئی دوسری چیز صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

اعتکاف کی نذر

نماز پڑھنے، صدقہ کرنے، قربانی کرنے، حج کرنے یا اعتکاف کرنے اور درود پڑھنے کی نذر مان لیں تو نذر منعقد ہو جائے گی، کیوں کہ یہ تمام عبادت مقصودہ ہیں، اور ان

کی جنس میں سے فرض یا واجب موجود ہے، لہٰذا ایسی نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔

ویصح النذر بالصّلاة والصّوم والحج والعمرة والاحرام بهما والعتق والبدنة والاعتكاف ونحو ذلك، لأنها قرب مقصودة۔[1]

وعدہ کرنا منت نہیں ہے

جو شخص اللہ سے یا کسی کے سامنے وعدہ کرلیا کہ کرونا سے صحت یابی کے بعد بکرا ذبح کروں گا، لیکن نہ قسم کھائی، یا زبان سے الفاظ استعمال نہ کیا، تو یہ منّت نہ ہوئی ایک وعدہ ہے، جس کو پورا کرنے کا حکم وترغیب ہے، اگر کسی وجہ سے نہ کرسکا تو توبہ واستغفار کرنا ہے، کفارہ لازم نہیں ہے۔

وأوفوا بالعهد، ان العهد كان مسئولاً.[2]

دل میں ارادہ یا ذہنی تصوّر سے نذر نہیں

نذر کے انعقاد کے لیے زبان سے تلفظ ضروری ہے محض دل میں نیت سے نذر منعقد نہ ہوگی۔

تشریح

نذر یعنی منت ماننا یہ زبان کا عمل ہے، پس اس میں زبان سے صراحتاً تلفظ کرنا کہ میں روزے کی یا نماز کی یا اعتکاف کی یا حج کی یا اتنا مال صدقہ کرنے کی نذر (منت) مانتا ہو

---

[1] بدائع الصنائع: ۸۲/۵

[2] سورۃ اسراء: ۳۴

یا اس چیز کو اپنے اوپر لازم کرتا ہوں یہ ضروری ہے صرف دل دل میں کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کرنے سے نذر کا انعقاد نہیں ہوتا، اور اس طرح کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔

آیت کریمہ پڑھنے کی منّت

منّت کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جو چیز اپنے اوپر لازم کی جائے، وہ چیز عبادتِ مقصودہ کی قبیل سے فرض یا واجب کی جنس میں سے ہو، اور آیت کریمہ کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں ہے، اس لیے اس نذر کا پورا کرنا مذکورہ عورت کے ذمہ لازم نہ ہوگا، نہ اس کا کوئی کفارہ لازم ہوگا، البتہ پڑھ لیں تو ثواب مل جائے گا۔

ولم یلزم النّاذر مالیس من جنسه فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة ودخول مسجد [1]

وظیفہ پڑھنے کی منّت

وظیفہ "اللہ الصّمد" پڑھنے کی منّت ماننے اور نہ پڑھ سکے تو کفارہ لازم نہ ہوگا، کیوں کہ منّت صحیح نہ ہوئی، البتہ وظیفہ پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں، اس کو جاری رکھا جاسکتا ہے۔(مستفاد: بنوریہ ٹاؤن ۱۴۴۲۰۲۲۰۰۵۰۰)

مسجد بنانے، تبلیغ میں جانے، گیارہویں اور غوث اعظم، اور اجمیر کی منّت

نذر کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس چیز کی نذر مانی جارہی ہے وہ

---

[1] شامی: ۱۴/۸۹

عبادت مقصودہ ہو،اوراس کے جنس میں سے کوئی فرد واجب ہو،ورنہ نذر منعقد نہ ہوگی۔مسجد بنانا،غریب کا نکاح پڑھوانا،عیادت کرنے،جنازے کے پیچھے چلنے،وضو،غسل،تبلیغ،اجمیر جانے،اذان دینے وغیرہ کی منّت ماننا یہ گرچہ عبادت ہیں لیکن مقصودہ نہیں ہے،لہٰذا ایسی منّتوں کا پورا کرنا جائز ہے،واجب نہیں ہے۔

فلایصحّ النّذر بعیادة المریض وتشییع الجنائز والوضوء والاغتسال ودخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وان کانت قربا لأنها لیست بقرب مقصودة. [۱]

بیٹا پیدا ہونے پر جانور ذبح کی منت لیکن بچہ مردہ پیدا ہوا

کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں دنبہ ذبح کروں گا،لیکن اس کا بیٹا مردہ پیدا ہوا،تو اگر پیدا ہونے والے بچے کے اعضاء بن چکے تھے،(یعنی حمل کی مدّت چار ماہ ہو چکی تھی) تو یہ نذر منعقد ہوگی۔

الولد المیت ولد فی حق غیرہ لا فی حق نفسه. [۲]

ولم یلزم النّاذر مالیس من جنسه فرض. [۳]

بکرے کی نذر مان کر اس کی قیمت ادا کرنا

---

[۱] شامی: ۱۴/۹۱

[۲] البحر الرائق: ۴/۳۷۱

[۳] شامی: ۱۴/۸۹

کسی شخص نے کسی کام کی تکمیل پر بکرا صدقہ کرنے کی منت مانی، کام پورا ہوگیا، بکرا صدقہ کرنے کے بجائے اس کی قیمت کسی مستحق زکوۃ شخص کو دینا چاہے (جوکہ زیادہ انفع ہے) تو دے سکتا ہے، نذر پوری ہوجائے گی۔

نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز ، فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كتصدقه بثمنه. [1]

البتہ اگر کسی شخص نے متعین جانور یا بکرے کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی تو متعین جانور کو ذبح کرنا ہی لازم ہوگا۔

جانور چھوڑنے یا ذبح کرنے کی منّت

کسی نے منّت مانی کہ اگر میرا لڑکا بیماری سے شفایاب ہوجائے تو ایک جانور خدا کے نام پر چھوڑوں گا تو یہ منّت صحیح نہیں ہے کیوں کہ یہ جانور چھوڑنا عبادت مقصودہ نہیں ہے، دوسرا یہ کہ اس میں مال کا ضیاع ہے اور یہ معصیت ہے اور غیر مسلمین سے مشابہت ہے ،لہٰذا مطلقاً جانور وغیرہ چھوڑنا ناجائز ہے۔

من نذر بمعصية لم يصح وفاءه به.

کئی منتیں مان کر بھول جانے حکم

اگر کئی منتیں مانی گئی لیکن بھول گیا کہ کیا منتیں مانی تھی ، یاد کرنے کی کوشش کرے، ظن غالب پر عمل کرے، احتیاط پر عمل کرے، پھر بھی یاد نہ آئے تو توبہ واستغفار کرے، کفارہ ادا کرے۔

---

[1] شامی: ۴/۴۵

رفع عن أمتي الخطأ والنسيان.

نذر مانی لیکن متعین نہ کیا

کسی جائز کے کام ہونے پر اللہ سے منت مانی ،لیکن اس کو متعین نہ کیا، مثلاً یوں کہا: مجھ پر اللہ کے لیے نذر ہے، اور دل میں کوئی خاص نیت وغیرہ نہیں کی، تو کام ہوتے ہی قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

النذر اللذی لا تسمية فيه ،فحكمه وجوب مانویٰ ،....وان لم تكن له نيّة فعليه كفارة اليمين.

بیٹا پیدا ہونے پر اسے حافظ قرآن بنانے کی نذر

کسی نے بیٹے کی تمنا میں منت مانی کہ اگر بیٹا پیدا ہو تو حافظ بناؤں گا (بناؤں گی) اور بیٹا ہو جائے تو حافظ بنانا لازم نہیں ہے، کیوں کہ منت کے صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ منّت عبادتِ مقصودہ میں سے ہو، اور اس کی جنس میں سے کوئی فرض عبادت ہو، مباح چیزوں کی نذر لازم نہیں ہوتی ، یہ بھی اس وقت ہے جب کہ زبان سے منت مانی ہو ، اور اگر دل ہی میں ارادہ کرلیا تھا زبان سے نہ کہا تھا، تب تو بدرجہ اولیٰ منت کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے، کیوں کہ منت کا رکن نہ پایا گیا۔

ولو نذر التسبيحات دبر الصلوٰة لم يلزمه، ولو نذر أن يصلّي على النّبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كل يوم كذا لزمه، وقيل لا [1]

لیکن چوں کہ یہ بھی اللہ سے ایک وعدہ ہے، اس لیے حتی الامکان اس کو پورا کرنے

---

[1] حاشية الطحطاوي: ۱/ ۴۵۶

کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے چند سورتیں ہی یاد کرائیں۔

نذر کی رقم رشتے داروں کو دینا

نذر اور منّت کے پیسوں کا مصرف یہ ہے کہ یہ رقم کسی مستحق زکوٰۃ غریب کو دی جائے ،اب اگر رشتے دار جن کو دینے کا ارادہ ہے وہ مستحقِ زکوٰۃ ہیں تو منّت پوری کرنے کے لیے ان کو رقم دینا جائز ہے۔

باب المصرف أی مصرف الزکوٰۃ و العشر [۱]

لیکن یاد رکھیّ کہ نذر ماننے والا شخص اس گوشت یا اس رقم کو استعمال نہ کریں۔

لا یأکل النّاذر منها الخ....... [۲]

کھانا کھلانے کی نیّت سے مدرسہ میں رقم دینا

پہلی بات تو یہی ہے کہ فقط نیت کر لینے سے اس کی تکمیل لازم نہیں ہوتی نہ وہ شرعاً منّت ہوتی ہے،(یہ اور بات ہے کہ نیک کام کے لیے کیے گیے ارادے بھی پورے کرنے چاہیے) البتہ اگر زبان سے کہہ دیا تھا کہ فلاں کام ہو جائے تو غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا،لیکن اب یہ ارادہ ہو رہا ہے کہ مدرسہ میں اتنی رقم دے دی جائے تو درست ہے، جتنے افراد کو کھلانے کی منّت تھی تخمینہ کر کے اس کی رقم کتنی ہوتی ہے وہ رقم مدرسہ میں یہ کہہ کر دیدے کہ کھانے میں استعمال کی جائے اس شرط کے ساتھ کہ اُس مدرسہ میں مستحقِ زکوٰۃ غیر مستطیع طلبہ موجود ہوں۔

---

[۱] شامی:۲/۳۳۹

[۲] شامی:۵/۶۳۴

تنخواہ کا پچیس فیصد صدقہ کرنے کی نذر

کسی نے نذر مانی کہ ہر ماہ تنخواہ کا پچیس فیصد اللہ کی راہ میں دوں گا، تو ہر ماہ پچیس فیصد صدقہ کرنا واجب ہے، اگر کسی مہینہ نہ کرسکا، تو وہ اس کے ذمہ واجب رہے گا، اور زندگی میں کسی بھی وقت ادا کرسکتا ہے، لیکن جلد ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ (یہ اس وقت ہے جب کہ زبان سے قسم کھایا ہو، ورنہ فقط دل کے ارادہ سے قسم منعقد نہ ہوگی۔

کرونا کی وبا سے محفوظ ہونے پر بکرا ذبح کرنے کی منّت

صرف دل ہی دل میں نیت نہ کیا بلکہ زبان سے صاف کہا ہو کہ "کرونا کی وباء سے محفوظ ہوجاؤں تو ایک بکرا ذبح کروں گا" اور صحّت مل گئی، وباء سے محفوظ رہا تو شرط کے پائے جانے کی بناء پر بکرے کو ذبح کرنا واجب ہوجائے گا۔

ومن نذر مطلقاً أو معلقاً بشرط، وكان من جنسه واجب أي فرض...... لزم النّاذر [1]

ہر ماہ تین روزے رکھنے کی نذر ماننے کے بعد بیمار ہوجانے کا حکم

کسی کام کی تکمیل پر روزہ رکھنے کی منّت مانے، کام تو مکمّل ہوگیا لیکن صحّت دائمی جاتی رہی، اور دائمی عذر مستقل بیماری کے لاحق ہوجانے کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ رہے، تو ایسے معذورین کے لیے ہر روزہ کا فدیہ دینا کافی ہوگا، تاہم فدیہ ادا کرنے کے بعد اگر موت سے پہلے روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہوجائے، اور وقت بھی ملے تو ان روزوں کی قضا کرنا ضروری ہوگا، فدیہ صدقہ نافلہ سے تبدیل ہوجائے گا۔

---

[1] شامی: ۳/۷۳۵

وللشیخ الفانی العاجز عن الصّوم الفطر ویفدی وجوباً۔۔۔الخ [1]

حرام اور ممنوع چیزوں کی نذر

شرعاً جو چیزیں حرام ہیں ،بدعت ہیں ،ناجائز ہیں ان کی نذر ماننا بھی حرام ہے ،باعث گناہ ہے، بلکہ جرأت وبغاوت ہے،توبہ لازم ہےاور کفارۂ یمین بھی لازم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معصیت میں نذر کا اعتبار نہیں اور اس کا کفارہ کفارۂ یمین ہے۔

لانذر فی معصیۃ اللہ و کفارتہ کفارۃ یمین [2]

ذیل میں چند وہ مثالیں دی جارہی ہیں جن کی منتوں کا رواج ہے جو کہ حرام ہے۔

(۱) مروّج قرآن خوانی کی نذر کہ وہ رسم اور بدعت ہے (احسن الفتاویٰ ۳/۴۸۰)

(۲) قبروں پر چادر، پھول، ناریل چڑھانے وغیرہ کی نذر جو کہ بدعت ہے۔

(۳) مروّج میلاد کی نذر بھی باطل ہے کہ شرعاً بدعت بے اصل اور ناجائز ہے (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴/۶۱)

(۴) اسی طرح غیر اللہ کے نام سے کوئی جانور چھوڑنے کی نذر ماننا بھی ناجائز ہے۔

---

[1] شامی: ۲/۴۲۷

[2] شرح فتح القدیر: ۲/۳۸۲

ان چیزوں کی منّت صحیح ہے

یعنی پورا کرنالازم ہوجاتا ہے

اوپر اصول کے ذکر کردینے اور کچھ احکام کو تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد یہاں اختصاراً نکتہ وار ایک فہرست ذکر کی جارہی ہے کہ کن چیزوں کی منّت صحیح ہے۔

(۱) نماز پڑھنے

(۲) صدقہ کرنے

(۳) قربانی کرنے

(۴) حج یا عمرہ کرنے

(۵) اعتکاف کرنے

(۶) درود شریف پڑھنے

(۷) پیدل حج کرنے

ان چیزوں کی منّت صحیح نہیں ہے

یعنی فقہی اعتبار سے پورا کرنالازم نہیں ہوتا

(۱) کھانے، پینے، بیوی سے صحبت کرنے کی منّت

(۲) مسجد بنانے، مدرسہ بنانے

(۳) حافظ بنانے، مدرسہ میں ڈالنے

(۴) تبلیغ میں جانے

(۵) مریض کی عیادت کرنے

(۶) قرآن خوانی کرانے

(۷) تسبیح پڑھنے

(۸) اذان دینے

(۹) مسافر خانہ بنانے

(۱۰) وقف للفقراء

(۱۱) زیارت مدینہ کی منّت

(۱۲) چادر چڑھانے کی منّت

(۱۳) ختم بخاری کی منّت

تمرینی سوالات (۲)

(۱) منّت کسے کہتے ہیں؟

(۲) کیا منّت کا پورا کرنا ضروری ہے؟

(۳) چڑھاوا، صدقہ ومنّت میں فرق کیا ہے؟

(۴) نذر کا رکن اور شرائط ذکر کریں۔

(۵) غیر اللہ کی نذر کا حکم مفصّل بتائیں۔

(۶) نذر کی کتنی قسمیں ہیں؟ مع حکم بتائیں۔

(۷) ما اھل لغیر اللہ کی تفسیر بتائیں۔

(۸) عبادتِ مقصودہ اور غیر مقصودہ کو سمجھائیں۔

(۹) کیا وعدہ کرنا منّت ہے؟

(۱۰) آیت کریمہ، قرآن خوانی، اور وظیفہ پڑھنے کی منّت کیا صحیح ہے؟

(۱۱) گیارہویں شریف کرنے ،اجمیر جانے تبلیغ میں جانے کی منّت کیوں صحیح نہیں ہے؟

(۱۲) کیادل کے ارادے کا نام منّت ہے؟

(۱۳) لڑکا پیدا ہونے پر حافظِ قرآن بنانے کی منّت کیسی ہے؟

(۱۴) بکرے کی منّت مان کر اس کی قیمت دینا درست ہے؟

(۱۵) کئی منّتیں مان کر بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

(۱۶) نذر مانی لیکن متعین نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

(۱۷) نذر کی رقم کیا رشتے داروں کو دی جاسکتی ہے؟

(۱۸) کھانا کھلانے کی نیّت سے مدرسہ میں رقم دینا کیسا ہے؟

(۱۹) ہر ماہ ۳/روزہ رکھنے کی منّت مانی تو کیا حکم ہے؟

(۲۰) کن چیزوں کی منّت صحیح ہے؟ اور کن کی نہیں، ۵/ ۵/مثالیں لکھیں۔

کفارہ کے ۱۸ ضروری مسائل

(۱) جو شخص قسم کھائے اور حانث ہو جائے (یعنی قسم پورا نہیں کر سکا) تو اس کا کفارہ ۱) دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے ۲) دس مسکینوں کو کپڑا پہنائیں ۳) غلام کو آزاد کرے ۴) یا تین دن مسلسل روزہ رکھے، اگر ایک دن بھی ناغہ ہو جائے (حیض کی بناء پر ہی کیوں نہ ہو) از سرِ نو رکھنا پڑے گا۔

فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ماتطعمون اهليكم. [۱]

صام ثلثة أيام و لاء و يبطل بالحيض [۲]

(۲) اس کفارہ میں ترتیب ہے، لہٰذا جو شخص دس مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے، اگر وہ روزہ رکھ لے تو کافی نہ ہوگا۔ [۳]

(۳) کفارہ میں دس مسکینوں کو فی کس پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینا جائز ہے، اگر جو یا کھجور دینا ہو تو پونے دو کلو دو گنا دینا ہوگا۔

اذا اختار التكفير فاطعام عشرة مساكين، كل مسكين نصف صاع من حنطة أو دقيق، أو صاعا من شعير، أو دقيقة، أو قيمته ذلك [۴]

---

[۱] سورۂ مائدہ: ۸۹

[۲] شامی: ۳/۷۲۷

[۳] شامی: ۳/۷۲۷

[۴] سراجیہ: ۲۷۲

(۴) ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن میں دس مسکینوں کے غلّہ کی قیمت یا غلّہ دینا کافی نہ ہوگا، اگر ایک ہی فقیر کو دینا ہو تو دس دنوں میں دے، یا دس دن کھانا کھلائے۔

وان أطعم مسكينًا واحدًا عشرة أيام غدا وعشاءً اجزأه[۱]

(۵) صبح جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، شام کو بھی انہی مسکینوں کو کھلائے ورنہ ادا نہ ہوگا۔

وان غدا عشرة، وعشاء عشرة غيرهم لم يجز به

(٦) مسکینوں کی تعداد میں بچے شامل نہ ہوں گے، ان کو کھلانا کافی نہ ہوگا۔

وان غداهم وعشاهم وفيهم صبى لم يجز له، وعليه ان يطعم مسكيناً آخر مكانه[۲]

(۷) اگر دس مردوں کے کفن کا انتظام کردے تو کافی نہ ہوگا کہ مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے۔

التملک فى الكسوة شرط حتى لو كفن عشرة لم يجز[۳]

(۸) کفارہ ادا کیے بغیر انتقال ہوجائے تو وارث کفارہ ادا کرے گا۔

من مات أو قتل وعليه كفارة يمين لا تسقط عنه[۴]

(۹) کفارہ میں تاخیر گناہ کا سبب ہوگا، کفارہ کے لیے وہی مستحقین ہو جوزکوٰۃ کے

---

[۱] الجوہرۃ النّیرۃ:۵/ ۳۲۰

[۲] فتاوی ہندیہ:۲/ ٦۳

[۳] سراجیہ:۱/ ۲۷

[۴] فتاوی ہندیہ:۲/ ٦۴

ہیں۔

وتاخير كفارة اليمين لايسعه، ولو أخر أثم، والكفارة

(۱۰) حانث ہونے سے قبل ہی کفارہ ادا کرنا کافی نہ ہوگا۔

التكفير قبل الحنث لايجوز [۱]

(۱۱) مدرسہ کے طلبہ کو کفارہ دیا جاسکتا ہے۔

(۱۲) لنگی یا ساڑی دینے سے بھی کفارہ ادا ہوجائے گا۔

ثالثها أن يستر البدن كله أو اكثر فيجزى الجبّة والقميص والازار، ولايجوز العمامة الخ [۲]

(۱۳) کفارہ میں پرانے کپڑے بھی دے سکتے ہیں، مگر بہت زیادہ گھٹیا نہ ہو۔

(۱۴) کفارہ میں پیٹ بھرے لوگوں کو کھلانا کافی نہ ہوگا۔

وأن لايكون فيهم واحد شبعان قبل الأكل [۳]

(۱۵) جبرًا قسم تڑوادی جائے، تب بھی کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا، گرچہ گنہگار نہ ہوگا۔

(۱۶) ایک قسم کھانے کے بعد اگر اس کو توڑ دیا تو ایک ہی کفارہ لازم ہے، چاہے اس قسم کو کفارہ ادا کرنے سے پہلے کئی دفعہ توڑے البتہ ایک دفعہ کفارہ ادا کرنے بعد دوبارہ قسم کھائی ہو تو پھر دوبارہ اس قسم کو توڑنے پر دوبارہ کفارہ لازم ہوگا۔

---

[۱] تاتارخانیہ:

[۲] کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۷۶

[۳] کتاب الفقہ: ۲/ ۷۶

وتنحل الیمین بعد وجود الشّرط مطلقاً. [1]

وتتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین. [2]

(۱۷) کسی ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق متعدد قسمیں کھانے کے بعد توڑنے کی صورت میں تو ایک ہی کفارہ کافی ہوجاتا ہے۔ [3]

لیکن اگر متعدد قسمیں متعدد کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کی کھائیں ہوں، پھر ان قسموں کو توڑ دیا ہو تو ہر قسم کو توڑنے کے بدلہ ایک کفارہ ادا کرنا لازم ہے، متعدد کاموں کی قسموں کے کفاروں میں تداخل جائز نہیں ہے۔

تتعدد الکفّارۃ لتعدد الیمین، والمجلس والمجالس سواء [4]

(۱۸) توڑی ہوئی قسمیں اگر یاد نہ ہوں تو ذہن پر بوجھ ڈال کر سوچیں، غالب گمان پر عمل کریں، احتیاطاً اس تعداد سے کچھ اور کفارے ادا کردے تو زیادہ اچھا ہے۔

معصیت اور گناہ میں کفّارہ ہے یا نہیں؟

معصیت اور گناہ کی نذر (مثلاً: منّت مانی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو میں اجمیر شریف قیمتی چادر بھیجوں گا، یا عید کے دن روزہ رکھوں گا) میں علمائے اسلام کا اس پر اتّفاق ہے کہ اس کا

---

[1] حاشیہ ابن عابدین: ۳/ ۳۵۵

[2] شامی: ۳/ ۱۴۷

[3] فتاویٰ دار العلوم زکریا میں لکھا ہے: تعدد یمین پر تعدد کفارہ کے دو قول ہیں ۱) تداخل کا قول شامیؒ نے بغیہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ ۲) اور عدم تداخل کا قول ہندیہ، اور التحریر المختار للرافعی میں ہے، پہلا قول آسان اور دوسرا قول مبنی بر احتیاط ہے، ہاں ضرورت کے وقت تداخل پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۴/ ۵۰۴)

[4] شامی: ۳/ ۱۴۷

پورا کرنا لازم نہیں بلکہ حرام ہے، البتہ ان کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کسی نے گناہ کی نذر مانی، اور اپنے نذر کو پورا نہیں کیا تو اس پر اس کی وجہ سے کوئی کفّارہ بھی لازم آئے گا، یا اس کی یہ نذر درست نہ ہونے کی وجہ سے بالکل لغو قرار دی جائے گی۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ نذر بالکل لغو اور فضول ہے، اس کی وجہ سے کسی قسم کا کفّارہ واجب نہیں ہوتا۔

امام احمدؒ کا ایک قول بھی اس طرح کا ہے، لیکن ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ نذرِ معصیت کی وجہ سے قسم کا کفّارہ لازم آتا ہے، اور علمائے احناف کا مسلک بھی اس مسئلہ میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ معصیت کی نذر ماننے سے قسم کا کفّارہ واجب ہوتا ہے۔

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

من نذر أن يطيع الله فليطعه ،ومن نذر أن يعصيه فلايعصه [1]

وزادالطّحاوی فی هذاالوجه "واليكفر عن يمينه".

جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نذر مانے ضرور اطاعت کرے، اور جو گناہ کرنے کی منّت مانے وہ گناہ نہ کرے، اور چاہیے کہ اپنی قسم کا کفّارہ دے دیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

ماكان من نذر فی معصية الله فذلک للشيطان ،ولا وفاء فيه ،ويكفره مايكفر اليمين. [2]

(تفصیل دیکھیں کتاب القسم: ۵۵، حضرت مفتی سیّد مختار الدّین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

---

[1] بخاری شریف: حدیث نمبر ۶۶۹۶

[2] سنن نسائی: حدیث نمبر ۳۸۴۵

تمرینی سوالات (۳)

(۱) قسم کھا کر قسم توڑ دے تو اس کا کفّارہ کیا ہے؟

(۲) کفّارہ میں ترتیب ضروری ہے؟ کیا ترتیب ہے؟

(۳) ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن ۱۰ ر مسکینوں کا غلّہ دینا جائز ہے؟

(۴) صبح میں جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، شام میں بھی انہیں ہی کھلانا ضروری ہے

(۵) دس مسکینوں کے کفن کا انتظام کرنا کافی ہو جائے گا؟

(۶) کفّارہ کن لوگوں کو دیا جاسکتا ہے؟

(۷) حانث ہونے سے قبل کفارہ ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۸) کیا مدرسہ کے طلبہ کو کفّارہ دیا جاسکتا ہے؟

(۹) لنگی یا ساڑھی دینے سے کفّارہ ادا ہو جائے گا؟

(۱۰) کفّارہ میں پرانے کپڑے دینا درست ہے؟

(۱۱) پیٹ بھرے لوگوں کو کھانا کھلانا کافی ہوگا؟

(۱۲) جبراً قسم تڑوا دی جائے تو کیا تب بھی کفّارہ ہے؟

(۱۳) کفّارہ ادا کرنے کے بعد دوبارہ قسم توڑ دے تو کیا حکم ہے؟

(۱۴) مختلف امور پر متعدد قسمیں کھا کر توڑنے پر کفّارہ کا حکم کیا ہے؟

(۱۵) معصیت اور گناہ کی قسم کو توڑ دے، اور گناہ نہ کرے تو کیا تب بھی کفارہ ہے؟

فہرست مراجع

❁	قرآن پاک	
❁	بخاری شریف	مرکز الشیخ ابی الحسن الندوی
❁	صحیح مسلم	دار الطباعۃ العامرۃ ترکیا
❁	فتاویٰ شامی	مصفی البابی الحلبی
❁	کتاب القسم	مفتی سید مختار الدین صاحب
❁	احکام قسم ونذر	مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب
❁	فقہی ضوابط	مکتبہ حجاز دیوبند
❁	قاموس الفقہ	زمزم پبلیشرز
❁	بنوریہ ٹاؤن کے فتاوے	آن لائن
❁	امداد الفتاویٰ جدید مطوّل	زکریا بک ڈپو انڈیا
❁	جدید فقہی مسائل	زمزم پبلیشرز
❁	فتاویٰ دار العلوم زکریا	زمزم پبلیشرز
❁	مشکوۃ المصابیح	المکتب الاسلامی بیروت
❁	سنن نسائی	مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب
❁	سنن ابوداؤد	مطبعۃ الانصاریۃ بدھلی الہند

❁	الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی	دار الفکر
❁	النہر الفائق شرح کنز الدقائق	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
❁	البنایہ شرح الہدایہ	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
❁	فتاویٰ ہندیہ	المطبعۃ الکبری الامیریۃ ببولاق
❁	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
❁	درّ مختار شرح تنویر الابصار	دار الکتب العلمیہ بیروت
❁	العنایہ شرح الہدایہ	مصفی البابی الحلبی
❁	البحر الرائق	دار الکتاب الاسلامی
❁	المحیط البرہانی	دار الکتب العلمیہ بیروت
❁	شرح فتح القدیر	دار الکتب العلمیہ بیروت
❁	لسان الحکام	مصفی البابی الحلبی القاہرہ
❁	الجوہرۃ النیرۃ	المطبعۃ الخیریۃ
❁	صحیح النسائی	مکتبۃ المعارف الرّیاض
❁	مجمع الانہر	دار الطباعۃ العامرۃ بترکیا
❁	مبسوط	مطبعۃ السعادۃ بمصر
❁	بیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت
❁	حاشیۃ الطحطاوی	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

	امدادالفتاوی	مکتبہ دارالعلوم کراچی
	آسان تفسیر قرآن مجید	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
	فتاویٰ عبدالحیٔ	زکریا بک ڈپو دیوبند
	فتاوی محمودیہ	دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
	فتاویٰ دارالعلوم	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
	بدائع الصّنائع	شرکۃ المطبوعات العلمیۃ بمصر
	سراجیہ	دارالکتب العلمیہ بیروت
	فتاوی تاتارخانیہ	مکتبہ زکریا بدیوبند الہند